سلسلۂ مطبوعات مجلس
۲۶۸

بصائر

یعنی

ہندوستان کی عظیم دینی و اصلاحی تحریکات اور دعوتوں، مدارس و حلقہائے فکر، اور تعلیمی و تربیتی مرکزوں کا اجمالی و مستند تعارف، اصلاح عقائد، غیر اسلامی عادات و شعائر اور جاہلی رسوم و عادات کے خلاف ان کی محاذ آرائی و کامیابی کی مختصر روداد اور ان کے بارے میں غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کے ازالہ کی سنجیدہ و ذمہ دارانہ کوشش

از

ابوالحسن علی ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

بارِ اوّل

۱۴۱۷ھ — ۱۹۹۶ء

کتابت ــــــــ ابوالکلام

صفحات ــــــــ ۵۶

تعداد اشاعت ــــــــ تین ہزار

طباعت ــــــــ پارکھ آفسیٹ

قیمت ــــــــ بارہ رُپئے

ــــــــ باھتمام: ــــــــ

محمّد غفران ندوی

ــــــــ طابع وناشر: ــــــــ

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ باکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء

لکھنؤ (انڈیا)

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست مضامین

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر
مقدمہ	۵
غیر مسلموں سے اختلاط ـــــ علمی خرابیاں	۹
مجدد الف ثانی امام احمد بن عبدالاحدؒ سرہندی	۱۱
حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ دہلویؒ	۱۴
شاہ صاحب کا اصلاحی وتجدیدی طریق کار	۱۴
ان حکیمانہ مساعی کے نتائج	۱۷
حضرت سید احمد شہیدؒ	۱۸
شاہ اسماعیل شہیدؒ	۲۰
کتاب وسنت کی تعلیم اور عمل بالحدیث کے دو حلقۂ درس	۲۴
تدریس و اشاعت کے چند اہم مراکز	۲۵
دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم اور ان کی دینی خدمات	۲۶
مولانا محمد قاسم نانوتویؒ	۲۹
مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۲۹
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ	۳۰

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ___ ۳۱
مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ ___ ۳۴
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ ___ ۳۷
بدعتی حلقہ اور کفر کا فتویٰ لگانے والوں کا اصل نشانہ ___ ۳۸
ان مدارس کی کامیابی کا راز ___ ۳۹
حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ ___ ۴۰
ندوۃ العلماء ___ ۴۲
علامہ سید سلیمان ندویؒ ___ ۴۳
ندوۃ العلماء کا مسلک و منہج ___ ۴۴
تغیرات و تحریکات پر نظر اور ان کی فکر ___ ۴۷
تبلیغی جماعت ___ ۴۹
اصل خطرہ جو توجہ کا طالب ہے ___ ۵۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ !

کچھ عرصہ سے ہندوستان کی بعض ایسی دینی ودعوتی تحریکوں کے جن کا دائرہ عمل بڑا وسیع، جن کی جڑیں بڑی مضبوط اور جن کے اثرات بڑے دوررس ہیں، اور بعض ایسے تعلیمی وتربیتی اداروں کے جنھوں نے اسلامی علوم وفنون کی حفاظت، ان کی تعلیم وتدریس اور نشر واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا، اور برصغیر ہندوپاک میں اسلامی بیداری پیدا کرنے، دینی رجحان عام کرنے اور شریعت کی بالادستی قائم کرنے میں بنیادی حصہ لیا، عقیدہ وطریق کار، قرآن وحدیث سے ان کے تعلق، عقیدۂ توحید سے ان کی وابستگی، اور اسلامی شریعت پر ان کے عمل پیرا ہونے کے سلسلہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی مہم شروع کی گئی ہے، اور ان کے خلاف پروپگنڈہ، ان پر تنقید اور بے تحقیق الزام تراشی کا سلسلہ شروع کر کے ان کی شبیہہ بگاڑنے کی کوشش کی جارہی ہے، اور یہ سب صرف جماعتی مفاد یا شخصی مصلحت، یا ایک خاص مشرب اور طریقہ کو فائدہ پہنچانے کے لیے کیا جارہا ہے۔ اس تحریک سے اُن ہمہ گیر اور گہرے اثر ورسوخ کی حامل

www.abulhasanalinadwi.org

دینی تحریکوں، دعوتی سرگرمیوں اور اصلاحی کوششوں کے بارے میں غلط فہمی اور بدگمانی پیدا ہورہی ہے، اور ان دینی تعلیمی و تربیتی مرکزوں کے سلسلہ میں شکوک وشبہات پیدا کئے جارہے ہیں جو نہ صرف یہ کہ دین حقیقی پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہے اور شرک و بدعت کی آمیزش سے دین حنیف کی حفاظت کرتے رہے، بلکہ تعلیم یافتہ نسلوں کو اسلام کی بنیادی تعلیمات پر کاربند رکھنے، اپنے دینی سرمایہ کی حفاظت کرنے، اسلامی خصوصیات کو برقرار رکھنے، برطانوی سامراج سے سرزمین ہند کو آزاد کرانے، اسلامی تشخص کا دفاع کرنے، اسلامی تہذیب کو فروغ دینے اور اسلامی عائلی قانون کے لئے سینہ سپر ہوجانے میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔

اِن حالات میں راقم سطور نے اپنی یہ ذمہ داری محسوس کی کہ وہ غیر جانبدارانہ طریقہ پر تاریخ کے صحیح واقعات کی روشنی میں پوری دیانت داری کے ساتھ ان دعوتی و اصلاحی تحریکوں، تعلیمی اداروں اور فکری و تربیتی مراکز کا مختصر تعارف پیش کرے اور عقائد کی تصحیح کرنے، قرآن وحدیث سے عوام کا رشتہ جوڑنے اور شرک و بدعت کی نفرت ان کے دلوں میں بٹھانے میں ان دینی مدرسوں اور دعوتی تحریکوں نے جو کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں ان پر کچھ روشنی ڈالے، تاکہ قارئین ان عالمگیر دعوتی و اصلاحی تحریکوں، تعلیمی و تربیتی اداروں اور ان سے نسبت رکھنے والی قابل احترام شخصیتوں کی دینی خدمات سے واقف، ان کی اصلاحی کوششوں سے آگاہ، اور تصحیح عقائد کے سلسلہ میں ان کی قربانیوں اور اس راہ میں ان کو حاصل ہونے والی حیرت انگیز کامیابیوں سے روشناس ہوسکیں

www.abulhasanalinadwi.org

اور صحیح معلومات، تاریخی حقائق اور مستند واقعات ان کی نگاہوں کے سامنے آسکیں تاکہ ان تاریخی حقائق اور صحیح معلومات کی روشنی میں اس بے موقعہ اور بے محل چھیڑی جانے والی ان بحثوں پر رائے قائم کرنا اور فیصلہ صادر کرنا ان کے لیے آسان ہوسکے۔

افسوس ہے کہ یہ مسائل ایک ایسے ملک میں اٹھائے جارہے ہیں جو مرکز اسلام سے ہزاروں میل دور ہے، جہاں مسلمانوں کو مختلف سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا سامنا ہے، جہاں ان کے ثقافتی، لسانی اور تہذیبی امتیاز کو ختم کرنے کی منصوبہ بند کوشش کی جارہی ہے، جہاں ان کے دینی تشخّص کو مٹانے اور یکساں عائلی قانون نافذ کرنے کی اسکیم بن رہی ہے، اور مختصراً اس کو دوسرا اسپین بنانے کی سازش برسوں سے رچی ہوئی ہے۔

ایسے ملک میں اس طرح کے مسائل چھیڑنے، مفید اور ضروری تعلیمی اداروں اور دعوتی تحریکوں پر بے بنیاد الزامات لگانے اور اس سے اپنے جماعتی مفادات کو بروئے کار لانے والوں سے قرآن کریم کی روشنی میں یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا	اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ
قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ	کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى	اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث
أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ	انصاف ہرگز نہ چھوڑو، عدل کرو،
لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ	یہی بات زیادہ نزدیک ہے انصاف سے

www.abulhasanalinadwi.org

خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ مائدہ آیت ـ ۸) اور ڈرتے رہو اللہ سے، اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ ؎

ابوالحسن علی ندوی

۲۶؍ ذیقعدہ سنہ ۱۴۱۶ھ

مطابق ۱۵؍ اپریل سنہ ۱۹۹۶ء

؎ یہ رسالہ حجاز و خلیج کے اہل نظر و اہل خبر کی واقفیت و معلومات کے لیے عربی میں "اضواء" کے نام سے ندوۃ العلماء کے عربی پریس سے چھپوا کر مجلس تحقیقات و نشریات اسلام سے شائع کیا گیا تھا، بعد میں برصغیر ہند و پاکستان کے لئے بھی اس کی ضرورت سمجھ کر اس کو اردو میں منتقل کر دیا گیا، یہ خدمت عزیز القدر سید جعفر مسعود حسنی ندوی (فرزند ارجمند مولوی سید واضح رشید حسنی ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء و رئیس التحریر صحیفۂ عربی "الرائد") نے حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیا، اور اب وہ "بصائر" کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وخاتم النبیین

محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان ودعا بدعوتھم الی یوم الدین

غیر مسلموں سے اختلاط اور کتاب وسنّت کی تعلیم کی کمی کی وجہ سے مسلمانوں میں بعض اعتقادی و عملی خرابیاں :۔

ہندستان کی قدیم تاریخ پر نظر رکھنے والا ہر شخص اس سے واقف ہے کہ سرزمین ہند کا بُت پرستی سے بہت پرانا اور گہرا تعلق ہے وہ یہاں اجنبی نہیں بلکہ یہیں کی پروردہ، ساختہ پرداختہ ہے اور یہاں کے ادیان و مذاہب تو کجا یہاں کی تہذیب وتمدن، آداب ومعاشرت اور علم ریاضی اور علم فلکیات تک میں اس کی آمیزش ہے۔

یہ سرزمین دیوی دیوتاؤں کی ہے افسانوں اور کہانیوں کی ہے، میلوں اور تہواروں کی ہے، یہاں جشن بھی منایا جاتا ہے اور سوگ بھی، یوم پیدائش بھی منایا جاتا ہے اور یوم وفات بھی، یہاں تقریبات کا آئے دن انعقاد ہوتا رہتا ہے اور تاریخی اور افسانوی شخصیتوں کی یاد منانے کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

ابتدائی عہد میں ہندوستانی مسلمانوں کی عام زندگی، بود وباش، عادات و اطوار، اور طور وطریق پر اس ماحول نے کچھ نہ کچھ اثر ڈالا اور مسلم حکمرانوں کی بے توجہی،

علم حدیث سے بے اعتنائی، کتب احادیث کی کم یابی، ہم وطنوں سے اختلاط و تعلقات اور رسم و رواج میں آزادانہ شرکت نے مسلمانوں کی معاشرت پر اثر ڈالا اور بعض غیر اسلامی رسم و رواج داخل ہو گئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشر و اشاعت اور حق و باطل میں امتیاز کے لیے مصلحین و مجددین کی ایک جماعت پیدا فرمائی جس کے سرخیل مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد بن عبد الاحد سرہندیؒ اور ان کے خلفاء تھے، مجدد الف ثانیؒ کے بعد اس جماعت کی قیادت کی باگ ڈور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے افراد خاندان اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے علماء و فقہاء، اور محدثین نے سنبھالی۔

مسلمانوں کی زندگی میں غیر اسلامی اثرات کی یہ آمیزش صرف ہندوستان ہی میں نظر نہیں آتی جو مرکز اسلام سے ہزاروں میل دور کے فاصلہ پر ہے اور جہاں اسلام مختلف علاقوں، رنگ برنگی قوموں اور سخت ترین مراحل سے گزر کر پہونچا تھا اور اسی وجہ سے اس کی اس قوت و تاثیر اور حقیقت و اصلیت میں کمزوری پیدا ہو گئی تھی جو اس کا امتیاز تھا، بلکہ خود بعض عرب ملکوں میں ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں غیر مسلموں سے اختلاط بڑھنے، عجمیوں کی کثرت سے آمد و رفت ہونے غیر عرب قوموں کے اسلام قبول کرنے، اپنی عادات و اطوار اور رسم و رواج کے بچے کھچے اثرات اپنے ساتھ لانے، مصر و شام میں باطنی و اسماعیلی فرقہ کے اقتدار میں آنے اور آزاد مشرب صوفیا کی غلط تشریح کرنے کی وجہ سے بعض عرب ممالک اور اسلامی سلطنتوں میں بھی مسلمانوں پر بعض باطل افکار و نظریات کا اثر پڑنے لگا تھا اور اقوام و مذاہب غیر کے بعض خیالات بعض حلقوں میں سنائی

www.abulhasanalinadwi.org

دینے لگے تھے۔

علامہ ابن تیمیہؒ کی کتاب "الردّ علی البکری" اور "الرد علی الاخنائی" کے مطالعہ سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ ائمہ و مشائخ اور اولیاء و صلحاء کی تعظیم و تقدیس میں جہلاء کا غلو کہاں تک پہنچ گیا تھا اور ان کی عادات و اطوار میں جہالت کا رنگ کس حد تک نظر آنے لگا تھا۔

زہد و عبادت میں غلو اور بعض شخصیتوں سے حد سے بڑھی ہوئی عقیدت و تقدیس کے اثرات بعض اسلامی ممالک میں آج بھی پائے جاتے ہیں اور ان اثرات کا ازالہ وہی دعوت و تحریک کر سکتی ہے جو حکیمانہ بھی ہو اور جرأت مندانہ بھی۔

مجدد الف ثانی امام احمد بن عبدالاحد سرہندیؒ (۹۷۱ھ – ۱۰۳۴ھ)

مجدد الف ثانیؒ نے بدعات و توہمات پر جنھوں نے ایک مستقل شریعت کی شکل اختیار کر لی تھی سخت نکیر فرمائی، انھوں نے مشرکانہ اعمال اور جاہلی طور طریقوں اور روایات کی کھل کر مخالفت کی، "بدعت حسنہ" کے وجود ہی کا انکار کیا، اور اس کے قابل عمل ہونے کا رد کیا، ہندستان میں اسلام کے اکھڑتے قدموں کو جمانے کی کوشش کی اکبری عہد کے اسلام مخالف اثرات اور رجحانات کا جرأت و حکمت کے ساتھ مقابلہ کیا اور تجدید دین کے ساتھ ساتھ زندگی میں انقلاب لانے کے لیے وہ حکیمانہ طریقہ اختیار کیا جس کا نتیجہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کی شکل میں ظاہر ہوا جنھوں نے علمی، قانونی اور انتظامی حیثیت سے ہندوستان میں دین و ملت کے محافظ کا کردار ادا کیا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادۂ گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم

www.abulhasanalinadwi.org

کی پیش بینی اور فراست صحیح ثابت ہوئی، جوان کو اپنے گرامی ناموں میں "شہزادۂ دین پناہ" کے لقب سے یاد اور خطاب فرماتے تھے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت اور سنت کے فرق کو واضح کیا، مجتہدین کے قیاسات اور متاخرین کے استحسانات اور قرون اولیٰ اور قرون متاخرہ کے عمل وکردار میں فرق وامتیاز ثابت کیا۔

آپ ہمیشہ معروف ومسنون عمل کی تعلیم ودعوت دیتے، منکر پر نکیر کرتے، جلال شاہی سے کبھی مرعوب نہ ہوتے، کلمۂ حق کہنے سے کبھی دریغ نہ کرتے، دین کے معاملہ میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرتے، امراء وسلاطین کی آزادانہ گرفت کرتے تھے، دینی امور میں ان کی رہنمائی کرتے تھے، روافض کی صحبت سے ان کو عار دلاتے تھے، دشمنان اسلام کی ان کے دلوں میں نفرت بٹھاتے تھے، اور ان کی خیر خواہی کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے[1] علامہ اقبالؒ نے اپنے ان دو شعروں میں اس تاریخی حقیقت کو صداقت وبلاغت کے ساتھ واضح کیا ہے ؎

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

آپ کی ان دعوتی واصلاحی کوششوں سے ہندوستان میں ایک انقلاب آگیا، اعتقادات کی دنیا میں ایک ہل چل مچ گئی، ارباب حکومت کی زندگیوں میں تبدیلی آگئی، اور ان کی تبدیلی سے عوام میں دینی رجحان عام ہوا، عقائد کی اصلاح

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو صاحب مقالہ کی کتاب "تاریخ دعوت وعزیمت" حصۂ چہارم طبع کردہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہوئی، شرک و بدعت کا زور گھٹا اور ہندوستان میں دین اسلام اپنی اصل اور حقیقی شکل میں پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔

مجدّد الف ثانیؒ جب کتاب و سنّت اور جمہور اہل سنّت کے عقیدہ کے خلاف کوئی صوفیانہ تحقیق یا حال سنتے اور اس کی سند تصوف کی کسی کتاب یا کسی بزرگ کے احوال و اقوال سے لائی جاتی تو ان کی دینی غیرت جوش میں اور رگِ فاروقی حرکت میں آجاتی، اور ان کے قلم سے حمایت شریعت اور غیرتِ سنّت کا طوفان امنڈ پڑتا، کسی تعلق والے نے کسی صوفی یا متکلم شیخ عبدالکبیر یمنی کا ایسا ہی ایک ملفوظ یا تحقیق نقل کی جو اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف تھی، تو مجدّد الف ثانیؒ اس کی تاب نہ لاسکے اور ان کے قلم سے بے اختیار یہ فقرے نکل گئے۔

"مخدوما! فقیر کو ایسی باتوں کے سننے کی تاب نہیں، بے اختیار میری رگِ فاروقی حرکت میں آجاتی ہے اور تاویل و توجیہہ کا موقع نہیں دیتی ایسی باتوں کے قائل شیخ کبیر یمنی ہوں یا شیخ اکبر شامی، ہمیں کلام محمد عربی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام درکار ہے، نہ کہ کلام محی الدین ابن عربیؒ[۱] یا صدر الدین قونوی اور شیخ عبدالرزاق کاشی، ہم کو نص سے کام ہے نہ کہ فص سے[۲]

[۱] شیخ محی الدین ابن عربی مراد ہیں جو شیخ اکبر کے نام سے مشہور ہیں مرسیہ اندلس کے رہنے والے تھے سنہ ۵۶۰ھ میں ولادت ہوئی، سنہ ۶۳۸ھ میں ان کا انتقال دمشق میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

[۲] نص سے مراد نص شرعی ہے، فص سے اشارہ شیخ اکبر کی کتاب "فصوص الحکم" کی طرف ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

فتوحات مدینہ نے فتوحات مکیہ[1] سے مستغنی بنادیا ہی[2]

حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ احمد بن عبد الرحیم دہلویؒ (۱۱۱۴ھ — ۱۱۷۶ھ) نے جو شاہ ولی اللہ دہلوی کے نام سے مشہور ہیں تجدید و اصلاح کے کام کو آگے بڑھایا، ان کا شمار امام غزالیؒ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے درجہ کے حکمائے اسلام میں ہوتا ہی[3]، انھوں نے ہندوستان کی ملت اسلامیہ کی زندگی میں پانچ کمزوریوں کی تشخیص کی اور ان کی اصلاح کے لئے یہ تدابیر تجویز کیں۔

شاہ صاحب کا اصلاحی و تجدیدی طریق کار

۱۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو توحید کے مفہوم ہی سے ناآشنا، مشرکانہ رسم و رواج میں مبتلا اور باطل افکار و نظریات سے متأثر ہی، لہٰذا اس بات کی شدید ضرورت ہی کہ توحید کے صحیح مفہوم کو اجاگر کیا جائے اور اسلام کے اصلی خدوخال کو نمایاں کیا جائے، جاہلی عہد کے مشرکین کے اعتقادات اور خدا کی ذات کے بارے میں ان کے تصورات و خیالات کو سامنے لایا جائے تاکہ مشرکانہ اعتقادات اور اسلام کے عقیدۂ توحید کے درمیان فرق واضح ہوسکے۔

---

[1] شیخ ابن عربی کی کتاب "فتوحات مکیہ" متصوفانہ تحقیقات و نکات کی ایک شہرۂ آفاق کتاب ہے اس میں وحدۃ الوجود کا عقیدہ اور نظریہ ہی اور بہت سی ایسی تحقیقات و مکشوفات ہیں جو شریعت اور جمہور اہل سنت کے عقائد سے مختلف اور متصادم ہیں۔

[2] مکتوب نمبر ۱۱ دفتر اول بنام ملا حسن کشمیری۔

[3] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "تاریخ دعوت و عزیمت" حصہ پنجم مطبوعہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام

www.abulhasanalinadwi.org

۲۔ مسلمانوں کا قرآن کریم اور حدیث نبوی سے براہ راست ربط قائم کیا جائے، علمائے کرام اس خیال سے کہ قرآن کریم کا سمجھنا عام لوگوں کے لیے دشوار ہے، اور اس اندیشہ سے کہ عوام کا قرآن سے براہ راست تعلق پیدا ہو جانا اور اس کو سمجھنے لگنا، ان کی علمی برتری اور روحانی قیادت کے لیے خطرناک ہے، وہ ہمیشہ قرآن کریم اور طبقۂ عوام کے درمیان حائل رہے۔ انھوں نے عوام کو اس بات کا کبھی موقعہ نہیں دیا کہ وہ بغیر کسی واسطہ کے خود قرآن کریم کا مطالعہ کر سکیں اور اس کے معانی و مفاہیم کو سمجھ سکیں، چنانچہ انھوں نے نہ تو ملکی زبان میں نہ علاقائی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا اور نہ کتب احادیث کو رواج دیا جس کی وجہ سے عوام کا قرآن کریم اور حدیث شریف سے رشتہ نہ جڑ سکا، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن کریم کے معانی اور مضامین ملکی اور عوامی زبان میں منتقل کیے جائیں اور کتب احادیث کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے تاکہ عوام براہ راست قرآن و حدیث سے مستفید ہو سکیں۔

۳۔ ہندوستانی علماء کی دینی علوم و فنون اور خاص طور پر علم حدیث سے واقفیت بہت محدود تھی اور یہ وہ کمی تھی جس کی وجہ سے عقیدہ کی اصلاح میں بڑی دشواری پیش آ رہی تھی چنانچہ شاہ صاحب نے صحاح اور مؤطا کا گہرا مطالعہ کیا اور کتب حدیث کی تعلیم اور اس کی اشاعت کا نظم کیا یہاں تک کہ ہندوستان کو اسی خاندان کے افراد کی کوششوں سے علم حدیث کے درس و تدریس اور اشاعت و ترویج میں دنیائے اسلام میں ایک بلند و نمایاں مقام حاصل ہو گیا۔

۴۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی فراست ایمانی سے یہ محسوس کیا کہ

www.abulhasanalinadwi.org

عنقریب عالم اسلام میں وہ دور آنے والا ہے جو عقلی ہوگا اور ایسا انقلاب رونما ہونے والا ہے جو فکری ہوگا جس کے لئے اسلامی تعلیمات اور اسلامی طریق کار کی افادیت و ضرورت اور شریعت اسلامیہ اور تعلیمات نبویہ کی مربوط و مؤثر تشریح نیز خلافت اسلامیہ کے اصول و ضوابط کی تعیین، اس کے ڈھانچہ کی تشریح، اور انسانی معاشرہ کی تشکیل میں اسلامی طریق کار کی افادیت و ضرورت کی وضاحت ناگزیر ہے، چنانچہ اس مقصد کے لئے انھوں نے "حجۃ اللہ البالغہ" اور "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" جیسی دو معرکۃ الآراء کتابیں لکھیں جن کی مثال اسلامی ذخیرۂ کتب اور دوسرے ممالک کی بلند پایہ علمی تصنیفات و تحقیقات میں بھی ملنی مشکل ہے۔

۵۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے یہ محسوس کیا کہ ہندوستان کے شاہی گھرانہ میں زندگی کی کوئی علامت اب پائی نہیں جاتی اور تیموری خاندان کے نوجوانوں میں بیداری کی کوئی امید اب نظر نہیں آتی اور جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے کہا ہے جب کسی حکومت پر بوڑھاپا طاری ہو جاتا ہے تو وہ جاتا نہیں۔ تو ایسی صورت میں اس میں نئی زندگی پیدا کرنے کی کوشش کرنا اس کو طاقت پہنچانے کے لئے جد و جہد کرنا، اس پر طاری اضمحلال دور کرنے کے لئے اپنی توانائی صرف کرنا بے سود ہے چنانچہ اس سعی لاحاصل کے بجائے ایسی جماعت تیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، جو اسلامی انقلاب لانے میں معاون ہو، اور ایک ایسی اسلامی حکومت کے قیام پر اپنی صلاحیتیں صرف کرنی چاہئیں جو خالص دینی اور علمی بنیادوں پر قائم ہو۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ، ان کے صاحبزادگان اور ان سے تعلق رکھنے والے دوسرے

www.abulhasanalinadwi.org

علماء نے جہاں ایک طرف تجدید و اصلاح کے اس اہم فریضہ کو بحسن و خوبی انجام دیا وہیں دوسری طرف انھوں نے دین کے بنیادی علوم کی اشاعت، اور دین کے اسرار و رموز کی وضاحت کی اور ایسی کتابیں تصنیف کیں جنھوں نہ صرف یہ کہ اسلام کا صحیح اور جامع تصور پیش کیا بلکہ اسلامی انقلاب لانے اور اسلامی حکومت کے قیام کے لیے ذہن کو تیار کیا۔

ان حکیمانہ مساعی کے نتائج

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے آدم گری، مردم سازی اور روحانی تزکیہ و تربیت کا جو کارنامہ انجام دیا اسی کا نتیجہ تھا کہ ایسے مردان کار تیار ہوئے جو اعلائے کلمۃ اللہ، مردہ سنّتوں کے احیاء، حمایت شریعت اور محو بدعت کا عظیم الشان کام انجام دینے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے، چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بعد ان کے صاحبزادۂ گرامی شاہ عبدالعزیزؒ نے روحانی، علمی اور دینی قیادت کی ذمہ داری سنبھالی انھوں نے تدریسی مشغولیت و انہماک کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا کام کیا۔ اور شاگردوں کی ایسی جماعت چھوڑی جنھوں نے علم حدیث کو عام کیا، دین کی حمایت و تائید اور بدعت کی مخالفت و تردید کا فرض انجام دیا، قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی علانیہ دعوت دی۔ تزکیۂ نفس و تطہیر قلب کے لیے جدّ و جہد کی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مدارس آباد ہوئے، حدیث کا علم گھر گھر پہنچا، شریعت کو بالادستی حاصل ہوئی، اور دین کی حمایت و نصرت کے لئے دلوں میں جوش و ولولہ پیدا ہوا۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی کوشش اور جدّ و جہد کو صرف دعوتی اور علمی کاموں

www.abulhasanalinadwi.org

تک محدود نہیں رکھا، بلکہ ہندوؤں سے صدیوں پرانے تعلقات کے اثر سے
مسلم معاشرہ میں جو غیر اسلامی شعار و رسوم و عادات داخل ہو گئے تھے آپ نے
اُن پر کھل کر تنقید کی اور کتاب و سنت سے عدم اشتغال، علم حدیث سے ناواقفیت
علماء کی کوتاہ اندیشی، دینی معاملات میں ان کی تساہلی اور مسلم حکمرانوں میں احساس ذمہ داری
کے فقدان اور دینی شعور کی کمی کی وجہ سے معاشرہ میں جو اخلاقی و اعتقادی بگاڑ آ گیا
تھا اس کے ازالہ کی بھرپور کوشش کی۔

شاہ عبد العزیزؒ نے ان مشرکانہ عقائد، باطل افکار و نظریات، جاہلی خرافات
و توہمات اور غیر مسلموں کی تقلید و اتباع کے سلسلہ میں سخت رویہ اپنایا، جبکہ اس دور
کے علماء جو علوم عقلیہ اور فنون حکمیہ میں اپنی ذہانتیں صرف کر رہے تھے، عوام کی
مخالفت کے ڈر یا مشکلات میں پھنسنے کے اندیشہ سے ان جاہلی رسم و رواج کی
تنقید و تردید سے چشم پوشی برت رہے تھے۔

حضرت سید احمد شہیدؒ (۱۲۰۱ھ — ۱۲۴۶ھ)

تیرہویں صدی کے ابتدائی پچیس سالہ دور میں سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے
(۱۲۰۱-۱۲۴۶ھ) جو شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے اپنے رفیق خاص
شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اصلاح و تجدید کا بیڑا اٹھایا اور اپنے
انفاس قدسیہ سے سرد دلوں کو گرم اور تاریک دماغوں کو منور کیا۔

آپ نے توحید خالص کی دعوت دی، اتباع سنت پر زور دیا، شرک و بدعت
کے خلاف اعلان جنگ کیا، ایمان و احتساب اور زہد و تقویٰ کی زندگی گزارنے کی

www.abulhasanalinadwi.org

تلقین کی، اور ملت اسلامیہ ہندیہ میں دین کی ایسی روح پھونکی اور راہ خدا میں جان ومال قربان کردینے کا ایسا جذبہ پیدا کیا جس کی مثال صدیوں کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

سید احمد شہیدؒ رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے طول وعرض میں دعوتی اسفار کئے، لاکھوں مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی، شراب خانے آپ کی کوششوں سے ویران اور مساجد آپ کی مساعی سے آباد ہوئیں، شرک وبدعت کے اڈوں میں خاک اڑنے لگی اور نامور وسرکردہ علماء پروانہ وار آپ کے زیر سایہ آنے لگے۔

سنہ ۱۲۳۶ھ میں آپ حج کے ارادہ سے نکلے، جس کے بارے میں بعض علماء کے اس اجتہاد وفتوے کی وجہ سے کہ سمندر کے حائل ہونے کی وجہ سے حج ہندوستانی مسلمانوں پر فرض نہیں ہے) اس کے معطل ہوجانے کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا[1] سات سو افراد آپ کے ساتھ تھے جدھر سے آپ کا گزر ہوتا انسانوں کا ایک سیلاب امنڈکر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا اور معاصی ومنکرات، رسوم قبیحہ اور عقائد فاسدہ سے توبہ کرکے پاکیزہ شرعی زندگی کا آغاز کرتا، حتیٰ کہ اسپتالوں میں مریضوں نے دعوت دے کر توبہ وبیعت کی، مختلف طبقوں کے لوگ پروانوں کی طرح آپ پر گرنے لگے، ہزاروں بُت پرست اس موقعہ پر آپ کے ہاتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آپ کے مواعظ کی برکت، لوگوں کے اسلام قبول کرنے کے اثرات اور شریعت کے آگے سر تسلیم خم کردینے کے نتیجہ میں کلکتہ جیسے شہر میں (جو انگریزی سلطنت کا ابتدائی مرکز تھا) شراب کا کاروبار ٹھپ ہوگیا، قمار خانوں میں سناٹا

---

[1] ملاحظہ ہو "سیرت سید احمد شہیدؒ" جلد اول ص ۲۵۸-۲۶۲

www.abulhasanalinadwi.org

چھاگیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ شراب بیچنے والوں نے گاہک نہ ملنے کی وجہ سے حکومت کو شراب کا ٹیکس ادا کرنے سے انکار کر دیا، سید احمد شہیدؒ رحمۃ اللہ علیہ سے اعتقادی، علمی، دینی روحانی اور اخلاقی حیثیت سے فیضیاب ہونے والوں کی تعداد شمار کرنا آسمان کے تاروں کو گننے کے مرادف ہے البتہ جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تو محتاط اعداد و شمار کے مطابق ان کی تعداد ۳۰ لاکھ سے متجاوز ہے، اور جن لوگوں کو آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ان کی تعداد ۴۰ ہزار سے زائد ہے۔[۱]

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ (ش ۱۲۴۶ھ)

جہاں تک شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں شیخ بن یحییٰ ترہتی نے اپنی کتاب "الیانع الجنی" میں یہ تحریر فرمایا ہے

"شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ دین کے معاملہ میں نہایت سخت تھے، سنّت کی تلقین کرنے والے، اس کی پامالی پر غصّہ کا اظہار کرنے والے، بدعت کی شناعت بیان کرنے والے اور مبتدعین پر کھلی تنقید کرنے والے تھے۔"

امیر الملک والاجاہ نواب سید صدیق حسن خاں صاحب قنوجی (م ۱۳۰۷ھ) نے اپنی مشہور کتاب "الحطہ بذکر الصحاح الستۃ" میں حضرت شاہ ولی اللہ

---

[۱] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "سیرت سید احمد شہیدؒ" از مصنف جلد اول

www.abulhasanalinadwi.org

دہلویؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے[1] "شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے پوتے مولوی محمد اسماعیل شہیدؒ نے قول وعمل میں اپنے دادا کی اتباع کی، دادا نے جس کام کا آغاز کیا تھا پوتے نے اس کی تکمیل کی جو حقوق ان پر عائد ہوتے تھے انھوں نے وہ ادا کئے، البتہ ان کے حقوق دوسروں سے ابھی تک ادا نہ ہو سکے، اللہ تعالیٰ ان کے صالح اعمال اور فیصلہ کن اقوال قبول فرمائے اور ان کو اس پر پورا اجر وثواب عطا فرمائے انھوں نے جیسا کہ بعض جہلاء کا خیال ہے۔ اسلام میں کوئی نیا طریقہ ایجاد نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ (سورہ آل عمران آیت ۷۹)

کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ اس کو دیوے کتاب اور حکمت اور پیغمبر کرے پھر وہ کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر لیکن یوں کہے تم اللہ والے ہو جاؤ جیسے کہ تم سکھلاتے تھے کتاب اور جیسے کہ تم آپ بھی پڑھتے تھے اسے۔

آپ نے متعدد مردہ سنتوں کو زندہ کیا، شرک وبدعت کی بیخ کنی کی اور غیر اسلامی رسم ورواج پر روک لگائی، یہاں تک کہ راہ خدا میں اپنی جان تک کا نذرانہ پیش کردیا۔ جہاں تک آپ کی شہرۂ آفاق کتاب "تقویۃ الایمان" کا تعلق ہے تو وہ عقیدۂ توحید کا رمز اور حق صریح کا شعار بن گئی اور اس کتاب سے ہندوستانی مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد نے فائدہ اٹھایا جس کا شمار نہیں کیا جاسکتا بلاشبہ وہ لاکھوں سے متجاوز ہے یہ کتاب اس شخص کے موئے قلم سے نکلی جس کا دل مسلمانوں کے حالات،

[1] الحطۃ بذکر الصحاح الستۃ (علامہ نواب سید صدیق حسن خاں) ملاحظہ ہو تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی زندگیوں میں بت پرستی کے اثرات اور ان کے گھروں میں جاہلی رسم و رواج کے مظاہر دیکھ کر زخمی تھا، اور اس کتاب کی قوت تاثیر اس وقت دوبالا ہو گئی جب اس میں اسلامی حکومت کی تاسیس اور شریعت اسلامی کی تنفیذ کے لیے میدان کارزار میں جو خون بہا تھا اور خلوت و تنہائی میں آنسوؤں کا جو سیلاب رواں ہوا تھا وہ بھی شامل ہو گئے۔

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی خصوصیت ان کی جامعیت تھی ان کے یہاں عبادت بھی تھی اور حمیت بھی، تلوار بھی تھی اور مصحف بھی، حکمت بھی تھی اور خودداری بھی، میدان جہاد میں ان کے ہاتھ میں تلوار چمکتی تھی اور رات کی تاریکی میں تسبیح کے دانے حرکت میں آتے تھے، دن میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتے اور رات میں خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے نظر آتے، حق کی ہمیشہ بات کی اور راہ حق میں ہی شہادت پائی، اور یہی سب سے بڑی سچائی، پوری وفاداری، کامل اخلاص اور توحید کا لب لباب ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔ سورۃ الاحزاب آیت ۲۳

ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے، پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں جو انتظار میں ہے اور انھوں نے کچھ تبدیلی نہیں کی۔

اس کتاب میں وہ اثراندازی اور سحر انگیزی ہے جو امت کے منتخب اکابر کی تصنیفات میں ملتی ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ اس میں صراحت کے ساتھ توحید کے مسائل سے بحث

www.abulhasanalinadwi.org

کی گئی ہے، قلبی امراض کی تشخیص کی گئی ہے، شرک کے مظاہر کی تعیین کی گئی ہے
رِستے زخم پر انگلی رکھی گئی ہے اور اس دور میں مسلمانوں کی بد عقیدگی، زہد و عبادت
میں غلو اور اولیاء و صلحاء کی حد سے بڑھی ہوئی تقدیس پر پُر زور الفاظ میں نکیر کی ہے۔

اس زمانہ میں لوگوں کا مزاج بن گیا ہے کہ وہ ان تقاریر کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے جو عمومی ہوتی ہیں اور ان مضامین کو چنداں اہمیت نہیں دیتے جو اجمالی طور پر توحید و شرک سے بحث کرتے ہیں، کیوں کہ جب تک صراحت کے ساتھ ان کو مخاطب کر کے بات نہیں کی جاتی، ان میں پائے جانے والے امراض کی نشان دہی نہیں کی جاتی، ان سے سرزد ہونے والے مشرکانہ افعال پر ان کی سرزنش نہیں کی جاتی، اور ان اشخاص اور مقامات کی تعیین نہیں ہوتی جن کے بارے میں وہ غلو میں مبتلا ہیں تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ واعظ نے جو کچھ کہا وہ دوسروں سے کہا، اور مصنف نے جو کچھ لکھا وہ دوسروں کے لئے لکھا، لیکن جب ہی واعظ اور مصلح ان کی زندگیوں میں پائے جانے والے امراض پر زبان کھولتا ہے اور وہ مضمون نگار ان کے اندر پلنے والے شرک کو باہر لانے کے لیے موئے قلم کو حرکت دیتا ہے تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آتا ہے، انتقام کی آگ سے ان کا سینہ جھلسنے لگتا ہے اور اسی حق بیانی اور صاف گوئی پر اس واعظ و مصنف کو بڑا تاوان ادا کرنا پڑتا ہے لیکن وہ داعی جس پر فکر آخرت کا غلبہ ہو، اپنے عمل میں اخلاص اور اللہ کی قدرت پر اعتماد ہو، دعوت و اصلاح کے جذبہ سے اس کا دل سرشار ہو، انبیاء کرام کے دعوتی اسلوب سے واقف اور آشنا ہو، وہ اس صورت حال سے کبھی نہیں گھبراتا بلکہ وہ اس صورت حال کا خود اپنے لئے انتخاب کرتا ہے اور اس طرح وہ قرآن کریم کی تعلیمات

www.abulhasanalinadwi.org

پر عمل کرتا، اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرتا، اپنی دعوتی و اصلاحی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتا اور اپنے ضمیر کی تسکین اور دل کی راحت کا سامان کرتا ہے۔

کتاب و سنّت کی تعلیم اور عمل بالحدیث کے دو حلقۂ درس

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے تلامذہ، صاحبزادگان اور احفاد و اسباط کے بدعات کے خلاف آواز اٹھانے، علاقائی مشرکانہ رسم و رواج کے خلاف برسرِ پیکار ہونے، علم حدیث کے فروغ کو اپنا مشن بنا لینے کی وجہ سے دعوت الی اللہ کی تحریک میں قوت پیدا ہوگئی، اور بدعات کے خلاف جاری مہم زور پکڑ گئی، سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے اسلاف کے اس مشن کو آگے بڑھایا اور دعوت و اصلاح کے کام کا دائرہ اور وسیع کیا، ان حضرات کی کوششوں سے دین کا کام کرنے والوں کی ہمتیں بلند ہوئیں، دل و دماغ میں نشاط پیدا ہوا، اور قرآن و حدیث سے اشتغال رکھنے والوں اور دینی موضوعات پر قلم اٹھانے والوں کی ایک جماعت حق تیار ہوگئی۔

اس جماعت کے سرگرم عمل ہونے سے حدیث نبوی کی خدمت کے لئے دو مدرسے وجود میں آئے، پہلا مدرسہ "مدرسہ صادق پور السلفیہ" جس کے روحِ رواں حضرت سید احمد شہیدؒ کے خلیفۂ اجل، عالم ربّانی مولانا ولایت علی عظیم آبادی تھے اور دوسرا مدرسہ مولانا سید نذیر حسین دہلوی کے نام سے موسوم ہے۔

مولانا سید عبدالحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے مولانا نذیر حسین دہلوی کے درس حدیث میں شریک ہوکر ان سے حدیث کی سند حاصل کی، ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

سلسلہ میں رقم طراز ہیں[1]۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عمر عطا فرمائی، اور ان کے علم سے عرب و عجم کے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا، تقویٰ، دیانت، زہد، علم و عمل، ہندوستان میں تدریس حدیث کے میدان میں ان کو ایک امتیاز و اعزاز حاصل ہوا، اسی کے ساتھ وہ قناعت، توکل، استغناء، صدق گفتاری، حق بیانی اور حبِ رسول میں بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے، مخالف مسلک پر سخت نکیر کرنے والے، متواضع اور بُردبار، پُرمذاق و بامزاح، بلند ہمت اور جرأت مند انسان تھے[2]۔

دینی دعوت و تربیت اور علوم دینیہ کی

تدریس و اشاعت کے چند اہم مراکز

ایک طرف اصلاح و تجدید اور دعوت و تبلیغ کی کوششوں کا یہ سلسلہ جاری تھا اور دوسری طرف شرک و بدعت پر اکسانے والے بھی اپنے اپنے میدانوں میں سرگرم عمل تھے، وہ گاؤں گاؤں گھومتے، جاہلیت کا نعرہ لگاتے، حق کو باطل اور

---

[1] مصنف نزہۃ الخواطر (۱-۸) و الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند مطبوعہ دمشق اکیڈمی و ناظم ندوۃ العلماء متوفی ۱۳۴۱ھ

[2] نزہۃ الخواطر ج ۸۔ مولانا نذیر حسین صاحبؒ کے تلامذہ و مستفیدین میں سے دو شخصیتوں کا ذکر کرنا بھی علمی و اخلاقی فرض معلوم ہوتا ہے جنھوں نے دو بلند مرتبہ کتب حدیث کی جو صحاح میں شامل ہیں، قابل قدر خدمت انجام دی اور فاضلانہ شرح لکھی، ایک مولانا شمس الحق ڈیانوی (م ۱۳۲۹ھ) صاحب غایۃ المقصود شرح سنن ابی داؤد، و عون المعبود شرح سنن ابی داؤد۔ دوسرے مولانا عبدالرحمن مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ) صاحب تحفۃ الاحوذی شرح سنن ترمذی

www.abulhasanalinadwi.org

باطل کو حق قرار دیتے، علمائے حق کو گمراہ گردانتے، مجدّدین و مصلحین پر کفر کا فتویٰ صادر کرتے اور اس کی کمائی سے اپنا پیٹ پالتے۔

یہ صورت حال دیکھ کر علمار ربانی کے دلوں میں ملک میں دین کے مستقبل اور ملت اسلامیہ کے شریعت سے ربط و تعلق کے سلسلہ میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے، ہندوستان میں اسلامی حکومت کے زوال، اکثریت کی حکومت کے قیام کے بعد اسلام کا مستقبل اور زیادہ خطرہ میں نظر آنے لگا، انھیں محسوس ہوا کہ اسلامی حکومت کے زوال کے بعد اب کوئی طاقت نہیں جو دین و شریعت کی حمایت اور ملّت کی حفاظت کر سکے، کوئی منصب، کوئی عہدہ اور وسائل نہیں جو لوگوں پر اثر انداز ہو سکیں' ان کے پاس اگر کوئی سرمایہ ہے تو وہ دین کا سرمایہ ہے، اگر کوئی زادراہ ہے تو وہ علم کی زادراہ ہے، اگر کوئی سہارا ہے تو وہ توکّل کا سہارا ہے اگر کوئی ہتھیار ہے تو وہ اخلاص کا ہتھیار ہے۔ چنانچہ وہ اسی دین، علم، توکّل اور اخلاص کے سہارے اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے طے کیا کہ دین کی حفاظت کے لئے ایسے قلعے تعمیر کریں گے جہاں دین محفوظ رہ سکے، اور شریعت جہاں پناہ پا سکے۔

دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم اور ان کی دینی خدمات

دینی علوم کی بقا اور شریعت اسلامی کے تحفّظ کے لیے علمار کے سامنے صرف ایک ہی راستہ تھا اور وہ یہ کہ دینی مدارس کا قیام عمل میں لایا جائے اور مکاتب کا جال ہندوستان کے چپہ چپہ میں پھیلا دیا جائے، چنانچہ انھوں نے اسلامی تشخّص کی حفاظت اور مغربی تہذیب و تمدّن کے امڈتے

www.abulhasanalinadwi.org

سیلاب اور ہلاکت خیز طوفان کو روکنے اور علما، صلحا اور واعظین کی ایسی جماعت تیار کرنے کے لیے جو اسلام پر کھوئے ہوئے اعتماد کو بحال کر سکے اور اسلامی تشخّص اور دین کے تحفظ کی ضمانت لے سکے مدارس کے قیام کا سلسلہ شروع کیا۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۷ھ) نے دارالعلوم دیوبند جس کی بنیاد ۱۲۸۳ھ میں پڑی تھی کی سرپرستی اور رہنمائی قبول فرمائی اسی سال شیخ سعادت علی نے سہارن پور میں مظاہر العلوم کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی، اس کے بعد ہندوستان میں مدارس کا ایک سلسلہ چل پڑا اور ہندوستان کے ہر علاقہ میں کوئی نہ کوئی مدرسہ وجود میں آتا رہا، اور یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ دینی تعلیم کو عام کرنے، اسلامی ثقافت کو نمایاں کرنے، شرک و بدعت کا زور توڑنے، امت مسلمہ میں دین کی روح پھونکنے اور دلوں میں جہاد و سرفروشی کا جذبہ پیدا کرنے میں ان مدارس کا سب سے بڑا حصّہ ہے۔

ان مدارس سے فارغ ہونے والے فضلاء نے نہ صرف یہ کہ عقیدہ کی اصلاح کا کام کیا اور اہل بدعت وضلال سے مناظرہ کرکے ان کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیا، بلکہ ہندستان کی جنگ آزادی میں کارہائے نمایاں انجام دینے اور وطن کے دفاع اور ملکی سیاست میں قائدانہ رول ادا کرنے اور ظالم و جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کہنے کی جسارت کرنے میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیے۔

دارالعلوم دیوبند نے کچھ ردّ و بدل کے ساتھ درس نظامی کو جس کی نسبت علاّمہ نظام الدین انصاری فرنگی محلی (م ۱۱۶۱ھ) کی طرف کی جاتی ہے، اور جس میں فلسفہ، منطق، اصول فقہ اور علم کلام کی خاص رعایت رکھی گئی ہے، بحیثیت نصاب

www.abulhasanalinadwi.org

تعلیم اختیار کیا، لیکن جس علم کی طرف دارالعلوم دیوبند نے سب سے زیادہ توجہ کی، وہ علم علم حدیث ہے، حدیث نبویؐ کی تعلیم دینے اور پورے ادب واحترام اور گہرائی وگیرائی کے ساتھ اس کا تقابلی مطالعہ کرنے، اس سے فقہی استدلال کرنے اور مذہب حنفی کو اس سے ثابت کرنے میں دارالعلوم کو امتیازی شان حاصل ہے۔

علم حدیث میں دارالعلوم دیوبند کی خدمات اور وہاں کے اساتذہ کے علم وفن کا اعتراف شیخ محمد عبدہ کے شہرۂ آفاق شاگرد اور اپنے وقت کے نامور خطیب و عالم علامہ سید رشید رضا مصری صاحب مجلہ " المنار " نے خود اپنے ہندوستان کے دورہ کے موقع پر کیا ہے۔[1] ہندوستان کے اس سفر میں جب وہ دارالعلوم دیوبند تشریف لائے اور وہاں کا روح پرور منظر دیکھا تو بے ساختہ ان کی زبان سے یہ نکلا " اگر میں نے یہ ادارہ نہ دیکھا ہوتا تو میں ہندوستان سے ناکام و نامراد واپس جاتا " اور جب دارالعلوم کے استاد حدیث علامہ انور شاہ کشمیری کے حلقۂ درس میں انھیں شرکت کا موقع ملا تو وہ یہ اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے کہ " اس جیسا عالم میں نے کبھی نہیں دیکھا " انھوں نے " مفتاح کنوز السنۃ " کے اپنے مقدمہ میں تحریر فرمایا کہ " اگر ہندوستانی علماء نے اس زمانہ میں علم حدیث سے اشتغال پیدا نہ کیا ہوتا تو یہ علم مشرق سے ناپید ہو جاتا، مصر و شام اور عراق وحجاز میں دسویں صدی ہجری سے اس علم میں انحطاط شروع ہو گیا تھا اور چودہویں

---

[1] علامہ رشید رضا مصری ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں کی دعوت پر اس کے اجلاس سالانہ کی صدارت کے لیے جو ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۲ء میں لکھنؤ میں منعقد ہو رہا تھا، شرکت و صدارت کے لئے تشریف لائے تھے، (ملاحظہ ہو تاریخ ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

صدی ہجری میں یہ انحطاط اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔"

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

عالمِ ربّانی مولانا محمد قاسم صدیقی نانوتوی ۱۲۴۸ھ نانوتہ میں پیدا ہوئے، حدیث شریف کی تعلیم شاہ عبد الغنی بن شاہ ابو سعید دہلوی سے حاصل کی اور ایک عرصہ تک ان کی صحبت و تربیت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ زہد و تقویٰ، ذکر و مراقبہ میں اپنے عصر میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔ ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء کے ہنگامہ رستخیز میں انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کا الزام آپ پر عائد کیا گیا، جس کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے روپوش ہونے پر مجبور ہوئے، روپوشی ختم ہونے کے بعد دار العلوم دیوبند کی بنیاد ڈال کر شہرت حاصل کی، عیسائیوں پادریوں اور ہندو مناظرہ کرنے والوں سے کئی مرتبہ آپ کا مقابلہ ہوا اور ہر مرتبہ آپ نے ان کو شکست سے دوچار کیا، عقائد، دینی احکام اور علم کلام سے متعلق کئی اہم کتابیں آپ نے تصنیف کیں جو اسرار و رموز اور باریک لطائف و اشارات پر مشتمل تھیں۔ ہندوستان میں قدیم طرز پر دینی و اصلاحی بیداری پیدا کرنے میں جن لوگوں نے حصہ لیا ان میں آپ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ ۱۲۹۷ھ میں وفات ہوئی۔

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے تعارف میں ہم یہاں وہ عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو تذکرہ علمائے ہند کی شاہکار کتاب "نزہۃ الخواطر" سے ماخوذ

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، جو اعتدال و توازن عدل و انصاف اور حقیقت بیانی میں سیرت و سوانح پر لکھی گئی کتابوں میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔

"اتباع شریعت، پیروی سنت اور سلوک و معرفت میں بڑے بلند مرتبہ کے مالک اور بڑی خصوصیات کے حامل تھے، بدعت کی مخالفت، شعائر اسلام کا احترام، سنت کی ترغیب، حکم شرعی کی تلقین اور عزیمت پر عمل کرنے میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے، حق کے معاملہ میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے، منکرات پر کبھی خاموش نہ رہتے، دین کے مسئلہ میں ادنیٰ تحریف برداشت نہ کرتے، شریعت کے معاملہ میں مداہنت کبھی گوارہ نہ کرتے۔

تواضع ان کی فطرت، حق ان کی علامت اور نرمی ان کا خاصہ تھی، صحیح بات معلوم ہونے پر اپنی رائے واپس لینے میں انھیں کوئی عار محسوس نہ ہوتا تھا، علم و عمل تعلیم و تربیت، تزکیۂ نفس، احیاء سنت اور محو بدعت میں وہ ہمیشہ آگے رہتے تھے" [1]

۹ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ (مطابق ۱۱ اگست ۱۹۰۸ء) کو وفات ہوئی۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم دیوبند کے سرپرستوں اور اس سے انتساب رکھنے والے علماء میں

---

[1] نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر ج ۸ (یہ کتاب حال میں دار عرفات رائے بریلی کی جانب سے "الاعلام بمن فی تاریخ الھند من الاعلام (۱-۸)" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی امتیازی مقام رکھتے ہیں، ان کے تذکرے اور تعارف میں ہم "نزہۃ الخواطر" ہی کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔

" آپ ہندوستان کے نامور عالم اور عظیم مصلح تھے تعلیم و تربیت ارشاد و توجیہہ، تزکیۂ نفس اور اصلاح احوال میں آپ مرجع خلائق تھے، لوگ اپنے مسائل لے کر آپکے یہاں حاضر ہوتے اور آپکے چشمۂ علم وعرفان سے سیراب ہوکر واپس جاتے، دلوں کا روگ اور باطنی امراض لے کر آپ کی خدمت میں پہنچتے اور آپ کے حکیمانہ ارشادات سے شفایاب ہوکر اپنے گھروں کو لوٹتے، ہزارہا انسانوں کو آپکے پند و نصائح، مواعظ و مجالس اور کتب و رسائل سے سنّت کی پیروی اور شریعت کی اتباع کی توفیق ملی، اور جاہلی عادات، مشرکانہ اعتقادات اور غیر اسلامی رسم و رواج سے۔ جو ہندوؤں سے قدیمی روابط کی بنا پر مسلم معاشرہ میں سرایت کر گئے تھے، اور غم و مسرت کے مواقع پر ان کے مظاہر کثرت سے دیکھنے میں آتے تھے، نجات حاصل ہوئی۔

آپنے تصوف و طریقت کو عام فہم اور آسان زبان میں پیش کیا، زندگی پر اس کی تطبیق کی اور مقاصد اور وسائل کا فرق واضح کیا، آپ کے چھوٹے بڑے رسائل اور ضخیم و مختصر تصانیف کی تعداد ۸۰۰ تک پہنچتی ہے۔

۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ میں آپنے داعی اجل کو لبیک کہا۔

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

مصلح امت، محدث جلیل مولانا سید حسین احمد مدنی ابن حبیب اللہؒ

www.abulhasanalinadwi.org

۱۹؍شعبان ۱۲۹۶ھ میں اناؤ کے جوار میں "بانگر مئو" نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم ٹانڈہ میں حاصل کر کے دیوبند تشریف لے گئے، سات سال وہاں قیام کیا اور سند فراغت حاصل کی، حدیث کا درس آپنے شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی سے لیا، اور ایک مدت تک ان کی صحبت میں رہے، پھر مدینہ منورہ گئے اور صدق و اخلاص، توکّل و قناعت، اور زہد و تقشّف کے ساتھ وہاں کچھ عرصہ گزارا پھر ہندوستان تشریف لائے اور کچھ ہی مدت کے بعد ۱۳۲۰ھ میں پھر حجاز مقدس روانہ ہو گئے۔

مدینہ منورہ میں آپنے رضا کارانہ طور پر حدیث نبوی کی تعلیم دی، اور حدیث نبوی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کو وہاں تفسیر و فقہ کی تدریس کی سعادت حاصل ہوئی، ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۰ء تک کی پوری مدت آپنے مالٹا میں جلاوطنی میں گزاری، اور صبر و استقامت کی ایک مثال قائم کی۔

علامہ انور شاہ کشمیری کے دار العلوم چھوڑنے اور ڈابھیل منتقل ہو جانے کے بعد آپ صدر مدرس کے منصب پر فائز ہوئے، اور دار العلوم میں شیخ الحدیث کے منصب کے لیے بھی آپ ہی کا انتخاب عمل میں آیا، تدریسی خدمات کے ساتھ آپ صدر مدرّسی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے، آپنے دار العلوم کی شہرت اور مرکزیت کو برقرار رکھا اور اس پر مسلمانوں کے اعتماد میں اضافہ کیا، حدیث کی تعلیم دینے، جہاد و سرفروشی کا جذبہ پیدا کرنے اور غیرت و خودداری کی روح مسلمانوں میں پھونکنے کے لیے آپ ہمیشہ سرگرداں رہے، اپنی قوت ارادی، بلند ہمتی اور اولوالعزمی سے آپ تعلیمی و سیاسی دونوں میدانوں میں سرگرم عمل رہے۔

۸؍جمادی الآخرۃ ۱۳۶۱ھ میں آپ کو گرفتار کیا گیا، تین سال آپنے قید و بند

www.abulhasanalinadwi.org

میں گزارے، قید خانہ میں آپ کو طرح طرح کی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن صبر کا دامن آپ نے کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا، اور اجر و ثواب کی امید اور رضائے الٰہی کی خاطر یہ سب ہنسی خوشی برداشت کیا۔

قید خانہ میں آپ قیدیوں میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتے اور اوراد و اذکار میں اپنا وقت صرف کرتے، یہاں تک کہ آپ کی رہائی عمل میں آئی، قید خانہ سے نکلنے کے بعد تعلیم و تدریس، ارشاد و توجیہ اور جہاد و سرفروشی کی زندگی کا پھر سے آغاز کیا، ۱۹۴۷ء میں جب ملک آزاد ہوا، اور تقسیم ہند کا واقعہ پیش آیا اور اس کے نتیجہ میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ہندوستان کے شہر تو شہر دیہات تک میں خون ریز واقعات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا اور دینی تعلیمی مراکز پر نہ صرف یہ کہ خطرات کے بادل منڈلانے لگے بلکہ ان کا وجود تک خطرہ میں نظر آنے لگا تو مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ مسلم عوام کی ہمت و حوصلہ بلند رکھنے کے لئے اور صبر و استقامت پر عمل کرنے کے لیے عوام کے سامنے آئے اور اپنے دینی مواعظ کے ذریعہ مسلمانوں کو دینی ذمہ داری سے آگاہ کیا، آپ ہی کے مواعظ و ارشادات سے لوگوں کے دلوں میں ایمان کی حرارت پیدا ہوئی، خدا کی قدرت پر اعتماد بحال ہوا، دین پر فخر کرنے کا جذبہ پیدا ہوا، لڑکھڑاتے قدموں کو ثبات حاصل ہوا، دلوں پر چھایا خوف و ہراس دور ہوا، دینی تعلیمی مراکز کو ایک نئی زندگی ملی، اور مسلمانوں کو پورے اعتماد و ثوق کے ساتھ اس ملک میں اپنی دینی و دعوتی کوششوں کو جاری رکھنے کا حوصلہ ملا۔

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ملک کی آزادی کے بعد سیاست سے عملی طور پر کنارہ کشی اختیار کرلی، اور تعلیم و تدریس، دعوت و تبلیغ اور تربیت و تزکیہ کو اپنی کوششوں کا محور بنالیا، ارباب حکومت سے آپ نے کوئی تعلق نہیں رکھا حتیٰ کہ صدر جمہوریہ کی طرف سے دیا جانے والا اعزاز بھی قبول کرنے سے معذرت کردی، آپ حدیث شریف کا درس دیتے اور ملک کے مختلف علاقوں کا دورہ کرتے جس میں لوگوں کو دین کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے، سنت کی پیروی کرنے شریعت کے احکام پر عمل کرنے اور اپنے لیے صحابہ کرام کی حیات طیبہ کو نمونہ بنانے کی تلقین کرتے تھے۔

۱۳ رجمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ ۱۹۵۷ء میں آپ نے وفات پائی، عمر کے آخری دور میں آپ پر سنت نبوی اور غیرت دینی کا ایسا غلبہ ہوگیا تھا کہ سنت کی ادنیٰ مخالفت اور دینی امور میں ذرا بھی غفلت برداشت نہیں کرسکتے تھے، اور شعائر اسلام کی بے حرمتی و اہانت کرنے والے کی سخت نکیر فرماتے تھے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

ہندوستان کے ان چیدہ علماء، نامور فقہاء، اور محدثین عظام میں مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کا بھی نام نامی قابل ذکر ہے، آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۶۹ھ میں ہوئی، دینیات کی تعلیم آپ نے اپنے ماموں مولانا یعقوب بن ملوک علی نانوتوی اور شیخ مظہر نانوتوی اور دوسرے ممتاز علماء و فضلاء سے دار العلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور میں حاصل کی، زبان و ادب کے لیے آپ نے لاہور کا سفر کیا، اور ادیب کبیر

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا فیض الحسن سہارنپوری کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، تعلیم سے فراغت کے بعد مظاہر العلوم میں مدرس کی حیثیت سے تقرر ہوا، اور ۱۳۰۸ھ میں دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت استاد آپ کا انتخاب عمل میں آیا، دارالعلوم دیوبند میں آپنے چھ سال تدریسی خدمات انجام دیں اور ۱۳۱۴ھ میں آپ مظاہر العلوم منتقل ہو گئے اور صدر مدرس کے منصب پر فائز ہوئے، ۲۰ سال سے زائد عرصہ تک آپنے اس خدمت کو انجام دیا، ۱۳۲۵ھ میں آپ کا مظاہر العلوم کے مہتمم (صدر مدرس) کی حیثیت سے تقرر ہوا، اور آپنے اپنی ساری توجہ اسی پر مرکوز کر دی، آپ کی وجہ سے اس مدرسہ کو ہندوستان گیر شہرت حاصل ہوئی، اور دور دراز علاقوں سے طلبہ بغرض تعلیم وہاں پہنچنے لگے، ۱۳۴۴ھ میں آپ ہندوستان چھوڑ کر حرمین شریفین روانہ ہو گئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔

آپنے حدیث شریف کا علم پورے اتقان و تدبّر کے ساتھ حاصل کیا تھا، اور مولانا مظہر نانوتوی، مولانا عبدالقیوم بڑھانوی، شیخ احمد دحلان (مفتی شافعیہ) شاہ عبدالغنی بن ابوسعید مجدّدی اور سید احمد برزنجی جیسے بڑے پایہ کے محدثین سے حدیث کی سند حاصل کی، حدیث کی تعلیم و تدریس، مطالعہ و تحقیق اور اس فن میں کتابوں کی تصنیف و تالیف سے آپ کو خاص شغف تھا۔

آپ کی ایک بڑی آرزو یہ تھی کہ آپ سنن ابوداؤد کی شرح لکھیں، چنانچہ آپنے ۱۳۳۵ھ میں اس مبارک کام کا آغاز کیا، اور آپکے شاگرد رشید شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مبارک کام میں آپ کا تعاون کیا، مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے اپنی ساری توجہ مواد جمع کرنے، اس کی تنقیح کرنے

www.abulhasanalinadwi.org

اور املا کرانے پر مبذول کر رکھی تھی، اس کے علاوہ آپ کو نہ تو کسی کام کا خیال آتا تھا اور نہ کسی کام میں لطف و مزہ، ۱۳۴۴ھ میں حجاز مقدس کے اپنے آخری سفر تک آپ اسی کام میں منہمک رہے۔ نصف محرم الحرام ۱۳۴۵ھ میں آپ نے مدینہ منورہ کی مبارک سرزمین پر قدم رکھا، اور کتاب کی تکمیل میں مشغول ہو گئے، شعبان ۱۳۴۵ھ میں آپ اس کام سے فارغ ہوئے، سنن ابوداؤد کی یہ شرح پانچ بڑی جلدوں میں مکمل ہوئی، اور "بذل المجہود فی سنن ابی داؤد" کے نام سے منظر عام پر آئی، حدیث سے اشتغال رکھنے والوں نے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنے علمی و تحقیقی کاموں میں اس سے بہت استفادہ کیا، یہ کتاب آپ کے علم و مطالعہ کا نچوڑ اور آپ کے ذوق و شوق کی آئینہ دار ہے، اس کتاب کی تالیف میں آپ نے سخت محنت و جاں فشانی، اور علمی جستجو کی مشقت برداشت کی، اور اس میں اپنی جان کھپائی بالآخر عبادت و تلاوت اور ذکر و مراقبہ میں ہمہ تن مشغول رہ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔

مولانا خلیل احمد سہارن پوری نے تحقیق و مطالعہ، تصنیف و تالیف، عبادت و ریاضت میں طاقت سے زیادہ اپنے اوپر بوجھ ڈالا تھا جس کی وجہ سے آپ کے قویٰ کمزور ہو گئے تھے اور صحت متاثر رہنے لگی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ایک بڑی مخلوق کو فائدہ پہنچایا اور آپ کی کوشش و تربیت کے نتیجہ میں علماء و مشائخ اور مصلحین و مرشدین کی ایک جماعت تیار ہو گئی جس کے ہاتھوں ہندوستان میں علوم دینیہ کی اشاعت، عقائد کی تصحیح، معاشرہ کی اصلاح اور دعوت و تبلیغ کا بڑا کام ہوا۔

ان حضرات میں سب سے نمایاں نام تبلیغی جماعت کے بانی اور ہندوستان کے

www.abulhasanalinadwi.org

عظیم مصلح مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کا ہے، دوسرا مشہور نام شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے ذکی الحس اور رقیق الشعور تھے، نرم گفتار تھے لیکن صاف گو تھے، متبع سنت اور بدعت سے سخت متنفر تھے، مہمانوں کا اکرام کرتے، ساتھیوں کے ساتھ نرم روی کا معاملہ کرتے، مستقل مزاجی کے ساتھ کام کرتے، وقت کی پابندی سے خوش ہوتے، افادۂ خلق کے لیے سرگرداں رہتے، آخرت کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی، دینی معاملات میں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہتے، سیاسی امور سے بچتے لیکن مسلمانوں کے معاملات سے کبھی پہلو تہی نہ برتتے، آپ دینی غیرت و حمیت کا ایک جیتا جاگتا نمونہ تھے، سات مرتبہ حج کی سعادت سے سرفراز ہوئے، ۱۳۴۴ھ میں آپ نے آخری حج فرمایا، ۱۶ ربیع الآخر ۱۳۴۶ھ میں مدینہ منورہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

آپ کے جنازہ میں ایک جم غفیر نے شرکت کی اور تعلق رکھنے والوں نے اچھے خواب دیکھے، اہل بیت کے قبرستان کے قریب آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے لائق ترین شاگردوں میں سب سے نامور و مقبول مظاہر علوم کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہے، آپ کی پوری زندگی حدیث کی تعلیم، کتب حدیث کی تحقیق و

www.abulhasanalinadwi.org

تشریح اور شارحین و محققین کے پیش کردہ نتائج و مضامین کا تجزیہ کرنے میں گزری، آپ کی ذات ایک مستقل و سرگرم مجلس علمی (اکیڈمی) کے مترادف تھی آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ عمل سے خالی نہ تھا، آپ کی طبیعت تدریس حدیث کے علاوہ کسی کام کی طرف راغب نہ تھی، اور تصنیف و تالیف کے سوا کسی چیز میں آپ کے لئے کوئی لذت نہ تھی، کتب حدیث کی جو شروح آپ کے قلم سے نکل کر مقبول خاص و عام ہوئیں اور حدیث کے اساتذہ اور اس موضوع پر تحقیقی و تصنیفی کام کرنے والوں کے لیے بڑا سہارا بنیں وہ درج ذیل ہیں :

۱ اوجز المسالك فی شرح مؤطا الامام مالكؒ

۲ حجة الوداع وعمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۳ الخصال النبوية

۴ لامع الدراری فی تقریرات البخاری

۵ الابواب والتراجم للبخاری

یکم شعبان ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۸۲ء کو مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں تدفین عمل میں آئی[1]

بدعتی حلقہ اور کفر کا فتویٰ لگانے والوں کا اصل نشانہ

دیوبندی حضرات شروع سے بریلویوں کی تکفیر و تضلیل کا نشانہ بنے رہے ہیں، دیوبندی حلقۂ فکر سے نسبت رکھنے والوں کو بریلوی حضرات وہابی کہہ کر

[1] حضرت شیخ الحدیث کے متعدد رسائل اور کتابیں اردو میں دعوتی و اصلاحی موضوع اور فضائل میں ہیں یہاں صرف عربی تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مخاطب کرتے ہیں، اپنی مسجدوں میں ان کا داخلہ ممنوع قرار دیتے ہیں اگر غلطی سے وہ پہنچ بھی جائیں تو نکال کر ہی دم لیتے ہیں، ان کے دینی پروگراموں میں شرکت کو جرم گردانتے ہیں، خاندانی معاملات میں ان سے تعلق نہ رکھنے کی دعوت دیتے ہیں، اور ان کا سوشل بائی کاٹ کرنے کی تحریک چلاتے ہیں۔

ان مدارس کی کامیابی کا راز

علم دین عام کرنے، دینی ماحول پیدا کرنے، دینی شعور بیدار کرنے اور اسلامی جذبہ سے دلوں کو سرشار کرنے میں دارالعلوم دیوبند و مظاہر العلوم اور اس ملک کے دوسرے مدارس کو جو تعجب خیز کامیابی حاصل ہوئی اس کا راز یہ ہے کہ انھوں نے کبھی حکومت کی مدد اور سرپرستی قبول نہیں کی اور سادگی و قناعت، ایثار و قربانی اور زہد و مجاہدہ کی مضبوط و مستحکم بنیادوں پر اپنی عمارت تعمیر کی اور اسی پر قائم رہے، اور یہ وہ بنیاد تھی جس نے ان کے اندر قوت عمل اور مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کی، اسی کے ساتھ ساتھ طبعی طور پر ان مدارس سے فارغ ہونے والے طلبہ سرکاری ملازمتیں حاصل کرنے اور اعلیٰ تنخواہیں پانے کی لالچ سے محفوظ رہے کیوں کہ وہ ان مدارس کی سند رکھتے تھے جن کی سند سرکاری محکموں میں تسلیم شدہ نہیں تھی چنانچہ ان طلبہ نے سرکاری ملازمتوں سے بے نیاز اور اعلیٰ تنخواہوں سے بے پرواہ ہو کر دین کی دعوت و تبلیغ اور عوام کی فلاح و بہبود کو اپنا میدان عمل بنایا، اس طرح دین کے وہ داعی سامنے آئے جن کا مقصد صرف دین کی دعوت، جن کی آرزو صرف رب کی خوشنودی، اور جن کا نصب العین صرف

www.abulhasanalinadwi.org

آخرت کی کامیابی تھا یہ جو کام کرتے تھے رضا کارانہ کرتے تھے، کفاف پر قانع رہتے تھے، دعوت و تبلیغ کے علاوہ کوئی خیال دل میں نہ لاتے تھے، عوام سے ان کا براہ راست تعلق تھا اور مدارس و مساجد ان کی دعوت و افادہ کا مرکز، انھوں نے اپنے اخلاص کی برکت، ایثار کی طاقت اور جذبہ کی قوت سے وہ اصلاحی کارنامے انجام دیے جو بڑے بڑے ادارے تو کجا بڑی بڑی سلطنتیں بھی اپنے جملہ وسائل استعمال کرنے کے بعد بھی انجام نہیں دے سکے۔

انگریزی حکومت کے خلاف تحریک آزادی کی قیادت اور

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم دیوبند کے صدر مدرس حضرت مولانا محمود حسن جو بعد میں شیخ الہند کے نام سے مشہور ہوئے، ہندوستان کی جنگ آزادی، انگریزی حکومت کے خلاف صف آرائی اور ایک آزاد، منصفانہ اور دستوری حکومت کے قیام کے لیے ایثار و قربانی دینے والوں میں پیش پیش تھے، سلطان ٹیپو کو مستثنیٰ کرکے انگریز دشمنی میں کوئی دوسرا ان کا سہیم و شریک نظر نہیں آتا، وہ خلافت عثمانیہ کے جو اس وقت عالم اسلام کی قیادت کر رہی تھی، اور خلافت کا جھنڈا بلند کیے تھی، پرزور حامی اور بڑے مؤید تھے، آپ نے افغانستان کی حکومت کے ذمہ داروں اور عثمانی سلطنت کے فرماں رواؤں سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی، ۱۳۳۵ھ ۱۹۱۶ء میں شریف حسین کی حکومت نے مدینہ منورہ میں آپ کو گرفتار کرکے انگریزی حکومت کے حوالہ کر دیا، جس نے ۱۹۱۷ء میں ان کو اور ان کے رفقاء اور بعض تلامذہ (مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حکیم نصرت حسین، مولوی سید

www.abulhasanalinadwi.org

وحید احمد) کو جلاوطن کرکے مالٹا بھیج دیا، ۱۹۲۰ء تک ان حضرات نے مالٹا میں جلاوطنی کی زندگی گزاری، جمعیۃ العلماء کے بانی مولانا عبدالباری فرنگی محلی اس قومی مسئلہ کے پرجوش داعی اور تحریک خلافت کے سرگرم رہنما تھے۔

اس انقلاب بلکہ حقیقت میں جنگ آزادی میں جس کو بھرپور عوامی تائید حاصل تھی، اور ہندو اور مسلمان شانہ بشانہ انگریزی حکومت کے خلاف برسرپیکار تھے، اور ہندوستان کی تاریخ میں ایسا جوش وولولہ، ایسا قومی اتحاد، اتنی پُرزور عوامی تائید، اور ہندو اور مسلمانوں میں ایسی وحدت واجتماعیت کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی، مسلمان قائدانہ رول ادا کررہے تھے، اور انگریزی حکومت کے خلاف عوام کو صف آرا کرنے اور ایک مضبوط ومستحکم محاذ کی تشکیل کرنے میں نمایاں کردار ادا کررہے تھے۔[۱]

مشہور انگریز مؤرخ مسٹر ولیم ہنٹر نے اپنی کتاب INDIAN MUSALMANS میں ہندستان کی جنگ آزادی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "جہاد کی جو چنگاری سید احمد شہیدؒ نے بھڑکائی تھی وہی چنگاری تھی جو اس جنگ آزادی میں کام کررہی تھی"، اس جنگ آزادی میں قیادت کی باگ ڈور سنبھالنے والے علماء ومشائخ میں سرفہرست مولانا احمد اللہ، مولانا لیاقت علی، جنرل نجیب خاں، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی اور حافظ محمد ضامن شہید نامی ہیں، ان حضرات کے علاوہ بھی علماء ومشائخ کی ایک طویل فہرست ہے

---

[۱] حضرت شیخ الہند کی سوانح وسیرت اور حالات زندگی کے لیے ملاحظہ ہو "نزہۃ الخواطر" یا الإعلام بمن فی تاریخ الھند من الأعلام (عربی) جلد ۸ یا اسیر مالٹا از مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ

www.abulhasanalinadwi.org

جنھوں نے جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا اور اس کے مختلف معرکوں میں شریک ہوئے۔

ندوۃ العلماء

جب علماء نے یہ محسوس کیا کہ عصری تعلیم اور دینی تعلیم کے درمیان خلیج بڑھتی جارہی ہے، عربی مدارس اور انگریزی اسکولوں سے نکلنے والے طلبہ کے درمیان اجنبیت کی دیوار مسلسل اونچی ہورہی ہے، دونوں حلقے نہ صرف ایک دوسرے سے ناآشنا بلکہ ایک دوسرے سے بیزار نظر آرہے ہیں اور ایک ملک کے باشندے ہوتے ہوئے بھی دونوں کی زبان الگ، تہذیب جدا اور نفسیات میں نمایاں اختلاف نظر آتا ہے، اور ان کو دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہو کہ ایک اگر زمین کی مخلوق ہو تو دوسرا کسی آسمانی سیارہ کی۔

جب علماء کو اندازہ ہوا کہ اس دور میں دعوت و تبلیغ کے عمل کو تیز کرنے اور اس کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنانے کے لیے ضروری ہو کہ ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو زمانہ کے مزاج اور اس زمانہ کے پروردہ افراد کی نفسیات سے قریب تر ہو اور اس تحریک سے منسلک لوگوں کو ان علوم و فنون سے روشناس کرایا جائے جو اس زمانہ میں رائج اور مقبول ہیں تو ندوۃ العلماء کے بانیوں نے جن میں مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ پیش پیش تھے، ۱۳۱۶ھ میں لکھنؤ میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد یہ تھا کہ قدیم صالح اور جدید نافع کو باہم مربوط کیا جائے، عقیدہ و توحید میں مضبوطی اور دین کے اصول و مبادی میں پختگی کے ساتھ جزئی و فروعی مسائل میں توسع اختیار کیا جائے اس مدرسہ نے ایسے علماء و

www.abulhasanalinadwi.org

اہل قلم پیدا کیے جو دونوں ثقافتوں (CULTURES) کے جامع تھے، اور دو مختلف الخیال حلقوں کو یکجا کرنے میں مؤثر رول ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے، دارالعلوم میں شروع سے مختلف فقہی مسالک کے قائل و عامل اور اہل حدیث جماعت اور گھرانوں کے نوجوان بھی تعلیم پاتے تھے، اور بعض نے معلّمی کا فرض بھی انجام دیا۔

ندوۃ العلماء نے اپنے مدرسہ کے لیے جو اصول و ضوابط مقرر کیے ان میں سب سے زیادہ بنیادی اصول یہ تھا کہ یہ مدرسہ حکومت کی کوئی امداد قبول نہیں کرے گا، اور اس کا دار و مدار عوام کی تائید، ان کی مالی امداد، اساتذہ کی قربانی اور ان کے اخلاص و للّٰہیت پر ہوگا۔

علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فضلاء میں علّامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت امتیازی حیثیت کی مالک ہے، عالم اسلام کے چوٹی کے علماء اور اپنے عہد کی چیدہ شخصیتوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ فکر اسلامی کے ممتاز شارح، تحریک آزادی کے مؤید و معاون، اپنے دور کے بلند پایہ ادیب اور اہل قلم اور ایک نابغۂ روزگار ہستی تھے۔

عربی زبان و ادب میں آپ کو امتیازی رسوخ اور اس کا اعلا ذوق حاصل تھا، فن تاریخ پر آپ کی ماہرانہ و مجتہدانہ نظر تھی، قرآنی علوم پر اور علم کلام و اجتماعیات میں آپ کی معلومات وسیع اور عمیق تھیں۔

آپ اردو کے صاحبِ طرز ادیب اور انشاء پرداز تھے، عربی پر پوری قدرت

www.abulhasanalinadwi.org

رکھتے تھے، شعر و شاعری کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے، عربی اور اردو دونوں زبانوں میں شعر کہنے کی صلاحیت رکھتے تھے، نفس پر قابو رکھنے والے، مخالفین سے تسامح برتنے والے، سخت سے سخت بات برداشت کرنے والے اور ذاتی معاملات میں صف آرائی سے بچنے والے تھے، ایک عرصہ تک آپ نے دارالمصنفین اعظم گڑھ کی سرپرستی فرمائی، اور آپ کے قلم سے "خطبات مدارس" "سیرت عائشہ" "حیات مالکؒ" "ارض القرآن" اور "عرب و ہند کے تعلقات" جیسی طاقت ور اور مؤثر کتابیں نکلیں، جن کی مثال کسی بھی زبان میں مشکل ہے اس سے بڑھ کر "سیرۃ النبی" اس شہرۂ آفاق سلسلہ کی (جس کا آغاز ان کے استاد علامہ شبلی نعمانیؒ نے کیا تھا) آخری پانچ جلدیں جو شریعتِ اسلامی اور نظامِ دینی کے بنیادی واہم شاخوں اور شعبوں کی تفصیل و تقابلی مطالعہ پر مشتمل ہیں، آپ کے قلم سے ہیں۔

آپ اپنے علمی تفوّق، گہرے مطالعہ، وسیع معلومات، تصنیف و تالیف پر عبور اور منفرد طرزِ نگارش کے ساتھ ساتھ جس کا اعتراف خود علامہ اقبال اور بعض دوسرے چوٹی کے علما و ادبا نے کیا ہے، پختہ دین دار، متقی و پرہیزگار، متبع شریعت اللہ سے لَو لگانے والے، اسی کی طرف رجوع کرنے والے اور اسلام کی سربلندی کے لیے بے چین و مضطرب رہنے والے تھے۔

۱۴ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ ۱۹۵۳ء میں کراچی میں آپ کی وفات ہوئی اور مولانا شبیر احمد عثمانی کے پہلو میں لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں تدفین عمل میں آئی۔

ندوۃ العلماء کا مسلک و منہج

دین و عقائد کے سلسلہ میں ندوۃ العلماء کے مسلک کی

www.abulhasanalinadwi.org

بنیاد دین خالص پر ہے، جو ہر قسم کی آمیزش اور آلائش سے پاک، تاویل اور تحریف سے بلند، ملاوٹ اور فریب کی دستِ رس سے دور اور ہر اعتبار سے مکمل اور محفوظ ہے۔

دین کے فہم اور اس کی تشریح اور تعبیر میں اس کی بنیاد اسلام کے اوّلین اور صاف و شفاف سرچشموں سے استفادہ اور اس کی اصل کی طرف رجوع پر ہے۔

اعمال و اخلاق کے شعبہ میں دین کے جوہر و مغز کو اختیار کرنے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنے، احکام شرعیہ پر عمل، حقیقتِ دین اور روحِ دین سے زیادہ قربت اور تقویٰ و صلاح باطن پر ہے۔

تصوّرِ تاریخ میں اس کی بنیاد اس پر ہے کہ اسلام کے ظہور اور عروج کا دورِ اول سب سے بہتر اور قابل احترام دور ہے، اور وہ نسل جس نے آغوش نبوّت اور درسگاہ رسالت میں تربیت پائی اور قرآن و ایمان کے مدرسہ سے تیار ہو کر نکلی، سب سے زیادہ مثالی اور قابلِ تقلید نسل ہے، اور ہماری سعادت و نجات اور فلاح و کامرانی اس بات پر منحصر ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ اس سے استفادہ کریں اور اس کے نقش پر چلنے کی کوشش کریں۔

نظریۂ علم و فلسفۂ تعلیم میں اس کی اساس اس پر ہے کہ علم بذات خود ایک اکائی ہے، جو قدیم و جدید اور مشرق و مغرب کے خانوں میں تقسیم نہیں کی جا سکتی، اگر اس کی کوئی تقسیم ممکن ہے وہ تقسیم صحیح اور غلط، مفید اور مضر اور ذرائع اور مقاصد کے اعتبار سے ہوگی۔

www.abulhasanalinadwi.org

استفادہ اور افادہ اور ترک وقبول کے شعبہ میں اس کا عمل اس حکیمانہ نبوی تعلیم پر ہے کہ "حکمت مومن کا گمشدہ مال ہے جہاں بھی وہ اس کو پائے وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے" نیز حکیمانہ اصول "خذ ما صفا ودع ما کدر" (یعنی جو صاف ونظیف ہو اس کو لے لو اور جو آلودہ وکثیف ہو اس کو چھوڑ دو)

اسلام کے دفاع اور عصر حاضر کی لادینی قوتوں کے مقابلہ میں اس کی اساس اس ارشادِ ربانی پر ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ — ان کے مقابلہ کے لیے جتنی قوت تم سے ممکن ہو سکے تیار کر لو۔

الانفال۔ ۶۰

دعوت الی اللہ، اسلام کے محاسن وفضائل کی تشریح اور ذہن وعقل کو اس کی حقانیت وصداقت پر مطمئن کرنے میں اس کا عمل اس حکیمانہ وصیت پر ہے۔

"کلموا الناس علی قدر عقولھم أتریدون أن یکذب اللہ ورسولہ" (لوگوں سے ان کی عقلوں کی سطح کے مطابق گفتگو کرو، کیا تم چاہتے ہو کہ خدا اور رسول کو جھٹلا دیا جائے)

عقائد واصول میں وہ جمہور اہل سنّت کے مسلک کی پابندی اور سلف کی آراء وتحقیقات کے دائرہ میں محدود رہنا ضروری سمجھتا ہے، فروعی وفقہی مسائل کے بارے میں اس کا مسلک واصول یہ ہے کہ حتی الامکان اختلافی مسائل کو چھیڑنے اور ہر ایسے طرز عمل سے احتراز کیا جائے جس سے باہمی منافرت بڑھے، اور امت کا شیرازہ منتشر ہو، سلف صالحین سے حسن ظن رکھا جائے، اور ان کے لیے عذر تلاش کیا جائے، اسلام کی مصلحت اجتماعی کو ہر مصلحت پر ترجیح دی جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مختصراً یہ کہ وہ حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کے علمی وفکری اور کلامی وفقہی مدرسۂ فکر سے زیادہ قریب اور ہم آہنگ ہے۔ اس لحاظ سے ندوۃ العلماء ایک محدود دینی تعلیمی مرکز سے زیادہ ایک جامع اور کثیر المقاصد دبستانِ فکر اور مکتبِ خیال ہے۔

عالم عربی میں پیدا ہونے والے تغیرات وتحریکات پر نظر اور ان کی فکر

دار العلوم ندوۃ العلماء کے فضلاء کو عالم عربی سے قریبی تعلق رکھنے، وہاں کے سیاسی رہنماؤں کے افکار وخیالات اور تعلیم یافتہ طبقہ کے تصورات ونظریات سے واقف ہونے، وہاں کے ادباء اور اہل قلم کی مسلمانوں میں احساس کمتری پیدا کرنے والی اور اسلام کی قائدانہ صلاحیت پر سوالیہ نشان لگانے والی اور علم وفن، تہذیب وتمدن اور صنعت واختراع میں اسلام کی عاجزی کا تصور پیش کرنے والی تحریروں سے آگاہ ہوتے، قوموں میں نت نئے حوادث اور ملکوں میں نئے نئے انقلابات رونما ہونے، عرب قائدین اور اہل قلم کا عرب قومیت کا نعرہ لگانے، اور قومیت کو اپنی شناخت قرار دے کر جاہلی عہد سے اپنا رشتہ جوڑنے کی مساعی وتحریکات سے براہ راست واقفیت کی بنا پر یہ توفیق ملی کہ وہ اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں، اس پر ٹوٹتے ہوئے اعتماد کو بحال کرنے کی کوشش کریں، عرب قومیت کا طلسم توڑنے اور نسل پرستی کی بنیاد پر بکھرتی امت میں کلمہ کو اساس بنا کر وحدت پیدا کرنے کے لیے اپنی لسانی اور قلمی صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

چنانچہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ایک طرف عربی ماہنامہ "البعث الاسلامی" پندرہ روزہ عربی اخبار "الرائد" اور ایک پندرہ روزہ اردو رسالہ "تعمیر حیات" کا اجراء عمل میں آیا، اور راقم اور ندوۃ العلماء سے انتساب رکھنے والے دوسرے فضلاء کے قلم سے ایسی کتابیں نکلیں جو عرب دنیا میں بہت مقبول ہوئیں اور عرب فضلاء و اہل قلم نے ان کا کھل کر اعتراف بھی کیا، دوسری طرف ایک ایسے علمی تحقیقی ادارہ[1] کی بنیاد پڑی جہاں سے ایسی کتابوں کی اشاعت ہو سکے جو جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں اسلام کے بارے میں پائی جانے والی بے اعتمادی دور کرتی ہوں اور ہر دور میں اسلام کی فکری، اعتقادی اور نفسیاتی قائدانہ صلاحیت پر اعتماد بحال کرتی ہوں اور دعوت و تبلیغ کے وہ روشن نمونے پیش کرتی ہوں جو تاریک دلوں میں اسلام کی قندیل جلاتے ہوں اور اسلام کے ابدی ہونے اور ہر عہد میں اس کے مصلحین و مجددین اور باکمال اشخاص پیدا ہونے کا ثبوت فراہم کرتی ہوں[2]۔

اسی کے ساتھ ساتھ دارالعلوم ندوۃ العلماء کو عربی زبان و ادب کا ایسا نصاب

---

[1] اس مجلس کا نام عربی میں المجمع الاسلامی العلمی، اردو میں مجلس تحقیقات و نشریات اسلام اور انگریزی میں Academy of Islamic Research and Publications

[2] عالم عربی کی مخالف اسلام تحریکات، قومیت عربیہ اور دین سے آزادی و مغربیت کی دعوت کے خلاف راقم کے جو دعوتی و اصلاحی رسائل شائع ہوئے اور ممالک عربیہ میں پھیلے ان کی تعداد ستر رسائل سے زیادہ ہے۔ اسی کے ساتھ جواں سال ادیب و صاحب قلم سید محمد الحسنی مرحوم کے قلم سے بھی بڑے قوی و مؤثر عربی رسائل و مقالات نکلے اور شائع ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تیار کرنے کی توفیق ملی جو دین وادب دونوں کا جامع ہو، جس میں دینی روح بھی ہو اور دین آموزی کی صلاحیت بھی، جو اسلام کے بنیادی عقائد و تعلیمات (توحید، رسالت، معاد اور انبیائے کرام کی سیرت و شخصیت) کو حکایات کے ذریعہ اس طرح ذہن نشین کرتا ہو کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کے ذہنوں پر ذرا بھی بار نہ پڑتا ہو۔

عربی زبان وادب کے اس سلسلۂ نصاب کی اہم کڑی قصص النبیین للاطفال پر مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "یہ بچوں کا علم کلام ہے" اور مشہور عرب مفکر و مجاہد اہل قلم سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اپنے مقدمہ میں یہ اعتراف کیا تھا کہ یہ سلسلہ مصر کی وزارت تعلیم کے مرتب کئے ہوئے سلسلۂ قصص انبیاء سے زیادہ مفید ہے، جس کی ترتیب میں وہ خود شریک ہو رہے ہیں۔

تبلیغی جماعت

حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء) نے جب مسلمانوں میں دینی شعور کو کم، بے دینی کے رجحان کو عام اور مغربی تہذیب، عصری تعلیم اور انگریزی حکومت کے مہلک اثرات کو بڑھتے دیکھا اور بہت سے علماء کو مادیت کا شکار عیش و تنعم کا دلدادہ، اور دعوت دین کے فریضہ سے غافل دیکھا، جب انھوں نے مدارس کو اس حال میں پایا کہ وہ سمندر میں ایک جزیرہ کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں، ان میں اثر انگیزی کی طاقت کم اور اثر پذیری کی صلاحیت زیادہ پیدا ہو گئی ہے، عوام سے ان کا ربط کمزور اور زندگی سے ان کا تعلق ٹوٹ چکا ہے تو انھوں نے یہ

www.abulhasanalinadwi.org

محسوس کیا کہ ان نازک حالات میں گوشہ نشینی اختیار کرنا، عافیت پسندی کو ترجیح دینا اور محدود مدرسی تعلیم و تدریس پر اکتفا کرنا، کسی طرح بھی کافی نہیں، بلکہ اس صورت حال کو بدلنے کے لئے عوام سے رابطہ ضروری ہے اور اس میں اب ذرا بھی تاخیر مہلک ثابت ہو سکتی ہے، کیوں کہ بیماروں کو اپنی بیماری کی سنگینی اور اپنے مرض کی ہلاکت خیزی کا اندازہ نہیں ہے۔

چنانچہ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے زیادہ اس بات پر زور دیا کہ عوام سے رابطہ قائم کر کے ان کے دلوں میں ایمان کی آبیاری کی جائے، اور عقیدۂ توحید اور دین کے بنیادی و ضروری مسائل کو ان کے دل و دماغ میں پیوست کیا جائے، پھر ارکانِ اسلام، علم دین اور اوراد و اذکار کی طرف توجہ کی جائے اور اس کام میں ان آداب کو پوری طرح ملحوظ رکھا جائے جو اس دعوتی عمل کو مؤثر بنانے اور اس کو فتنوں اور آزمائشوں سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور جن میں اکرام مسلم، لایعنی باتوں سے پرہیز، اور غیر متعلق امور سے اجتناب بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ نے اپنی دعوت و تحریک کا آغاز ہندوستان کے اخلاقی لحاظ سے سب سے زیادہ پسماندہ علاقہ سے کیا جو جہالت و گمراہی اور دین سے ناواقفیت میں سب سے بڑھا ہوا تھا، یہ علاقہ میوات کے نام سے مشہور ہے اور اور دہلی کے جنوب میں واقع ہے۔

مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں کے لوگوں کو اپنا کاروبار اور علاقہ چھوڑنے اور کچھ مدت کے لئے دوسرے علاقوں میں جا کر دعوت و تبلیغ

www.abulhasanalinadwi.org

کا کام کرنے کی دعوت دی، کیوں کہ مولانا کا یہ خیال تھا کہ جب تک یہ لوگ اس بگڑے ہوئے ماحول سے جس میں وہ زندگی گزار رہے ہیں نکلیں گے نہیں اس وقت تک ان کے لئے دین کو سیکھنا اور سمجھنا، اخلاق کو بنانا اور سنوارنا، اور ایک پاکیزہ اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنا ممکن نہیں۔

اس علاقہ کے سیکڑوں نہیں ہزاروں باشندوں نے مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر لبیک کہا، اور دنوں اور ہفتوں کے لیے نہیں، مہینوں اور سالوں کے لیے راہ خدا میں اپنا گھر بار چھوڑ کر دور دراز علاقوں کا سواری پر اور پیادہ پا سفر کیا، دین سیکھا، اخلاق کی اصلاح کی اور دینی جذبہ اپنے اندر پیدا کیا،

مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دعوت دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں پھیل گئی، اس کے اس تیزی کے ساتھ پھیلنے اور دلوں پر اثر انداز ہونے کے پیچھے نہ تو پروپگنڈہ کی طاقت تھی نہ اخباری اشتہار کی، نہ سرکاری خزانہ کی کارفرمائی تھی، اور نہ عوامی چندہ کی، اس کے پس پشت اگر کوئی طاقت تھی تو وہ صرف یہ کہ اس کا طریق کار اسلام کے ابتدائی عہد کے دعوتی و اصلاحی طریقہ کار سے مشابہ اور قریب تر تھا اور اس جماعت سے منسلک لوگوں میں اخلاص اور رضائے الٰہی کا جذبہ موجزن تھا، جو اُن مخلص بندوں کی یاد دلاتا تھا جنھوں نے دعوت و جہاد کی راہ میں پیش آنے والی ہر تکلیف ہنسی خوشی برداشت کی اور اس کام میں خوشنودیٔ رب کے علاوہ کبھی کسی چیز کی خواہش نہ تھی۔

آہستہ آہستہ اس تحریک کے اثرات دوسرے برّاعظموں اور دوسرے ملکوں میں پھیلنے لگے، امریکہ، یورپ، افریقہ اور آسٹریلیا میں جماعتوں کی نقل و

www.abulhasanalinadwi.org

حرکت شروع ہو گئی جس سے کام کرنے والوں کی زندگی میں تبدیلی آئی، اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی فکر دامن گیر ہوئی اور اس کے لیے قربانی دینے کا جذبہ پیدا ہوا۔[1]

بنگلہ دیش، پاکستان اور ہندوستان کے طول و عرض میں تبلیغی جماعت کی شہرت ایک "وہابی جماعت" کی حیثیت سے ہے، جو مشرکانہ رسم و رواج کے خلاف آواز اٹھاتی اور جاہلی عادات و اطوار کے خلاف برسر پیکار نظر آتی ہے، اس جماعت کی مخالفت میں سب سے آگے وہ بدعتی حلقہ تھا جو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتا تھا، اس حلقہ نے تبلیغی جماعت کی مخالفت کو اپنا شعار بنایا، اور اس کو وہابی تحریک کا ایجنٹ قرار دیا، مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء تصنیف "تقویۃ الایمان" کی کھل کر مخالفت کی اور تبلیغی جماعت کے اثرات محدود کرنے کے لئے وہی حربے استعمال کئے جو جاہلی عہد کے کفار و مشرکین استعمال کیا کرتے تھے، جو کہتے تھے۔

لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ○ (حٰم سجدہ آیت ۲۶)	اس قرآن کو نہ سنو (اور اس کی تلاوت کے وقت) اتنا شور مچاؤ کہ تمھارے اس شور و ہنگامہ سے وہ دب جائے۔

لیکن خدا گواہ ہے کہ ان غلط اتہامات، بے بنیاد الزامات اور ایذا رسانی کے

---

[1] اس انقلاب انگیز دینی دعوت اور اس کے داعی و قائد حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے حالات و سوانح کے لئے ملاحظہ ہو "حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت" مؤلفہ صاحب مضمون ابوالحسن علی ندوی۔ واضح ہو کہ تبلیغ کے لئے گھر سے نکلنے اور وقت دینے کا مقصد و نتیجہ صرف دوسروں تک دین کی دعوت پہونچانا نہیں، بلکہ خود دین سیکھنا اور اپنی اصلاح و ترقی کا وہ کام بھی ہے، جو اکثر اوقات اپنے مسکن سے نکلے اور مشاغل سے فارغ ہوئے بغیر انجام نہیں پاتا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان واقعات سے ان حضرات کے پائے استقامت میں لغزش تو درکنار ان کے صبر وضبط اور عزم وثبات میں اور اضافہ ہوگیا' اور ان کی بردباری، نرم گفتاری اور سخت سے سخت بات پر خاموشی کا یہ اثر پڑا کہ ان کے بہت سے مخالفین ان کے ہم نوا بن گئے، اور ایک بڑی تعداد جو شرک وبدعت میں مبتلا تھی اس نے شرک و بدعت سے توبہ کی اور توحید خالص کی دعوت قبول کی اور گمراہی سے نکل کر ہدایت کی راہ پائی اور اس کی گواہی ہر وہ شخص دے سکتا ہے جس نے ان علاقوں کو دیکھا ہو جہاں تبلیغی جماعتوں کی آمد ورفت ہوئی ہو۔

اب اگر ان دعوتی واصلاحی کوششوں' اس راہ میں دی جانے والی عظیم قربانیوں اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی اہم اور نمایاں کامیابیوں کے ساتھ اس جماعت سے وابستہ بعض افراد سے اعتقادی نہیں عملی، دانستہ نہیں نادانستہ کوئی قابل مواخذہ عمل سرزد ہوتا ہے تو یہ چند افراد کی اپنی کوتاہی' اور جماعت کے اصول ومنہج کو سمجھنے میں ان کی اپنی تقصیر ہے اور اس کا الزام جماعت پر عائد کیا جانا کسی بھی صورت میں درست نہیں ہو سکتا۔

آخر میں اس تعارف وتبصرہ کو علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مقدمہ کی آخری سطروں پر ختم کیا جاتا ہے جو انھوں نے راقم کی کتاب "حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت" پر تحریر فرمایا تھا۔

"اوپر کی سطروں میں تبلیغ ودعوت کے اصول پر جو کچھ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس سے معلوم ہو گا کہ اسلام کے تبلیغی اصول اور دعوت کے طریق کیا ہیں' اور جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں آئندہ اوراق

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں جو کچھ کہا گیا ہے اور جس دعوت و تبلیغ کے علمی و عملی اصول و آئین کا تذکرہ ہے وہ موجودہ ہندوستان کی تمام دینی تحریکوں میں اصل اول سے زیادہ قریب ہے۔

حکیمانہ تبلیغ و دعوت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اسلام کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اس پر اسلام کی بنیاد، اسلام کی قوت، اسلام کی وسعت اور اسلام کی کامیابی منحصر ہے، اور آج سب زمانوں سے بڑھ کر اس کی ضرورت ہے اور غیر مسلمانوں کو مسلمان بنانے سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کو مسلمان، نام کے مسلمانوں کو کام کا مسلمان اور قومی مسلمانوں کو دینی مسلمان بنانا ہے، حق ہے کہ آج مسلمانوں کی حالت دیکھ کر قرآن پاک کی یہ ندا

یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا آمِنُوا اے مسلمانو! مسلمان بنو۔

کو پورے زور و شور سے بلند کیا جائے، شہر شہر گاؤں گاؤں، اور در در پھر کر مسلمانوں کو مسلمان بنانے کا کام کیا جائے اور اس راہ میں وہ جفاکشی، وہ محنت کوشی، اور وہ ہمت اور وہ قوتِ مجاہدہ صرف کی جائے جو دنیادار لوگ دنیا کے عز و جاہ اور حصولِ طاقت میں صرف کر رہے ہیں، جس میں حصول مقصد کی خاطر ہر متاعِ عزیز کو قربان کرنے اور ہر مانع کو بیچ سے ہٹانے کے لیے ناقابل تسخیر طاقت پیدا ہوتی ہے کشش سے، کوشش سے، جان و مال سے، ہر راہ سے اس میں قدم آگے بڑھایا جائے اور حصول مقصد کی خاطر وہ جنون کی کیفیت

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے اندر پیدا کی جائے جس کے بغیر دین و دنیا کا کوئی کام ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

اس جنون کی اس عہد میں مثالیں آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو اصل کتاب کو شروع کریں۔"

والسّلام

ہیچمداں سیّد سلیمان ندوی

مئی ۱۹۴۷ء، بھوپال

اصل خطرہ جو توجہ کا طالب ہے

اس وقت مسلمان جن خطرات میں گھرے، جن مسائل میں الجھے، جن چیلنجوں سے نبرد آزما اور تاریخ کے جس نازک ترین موڑ سے گزر رہے ہیں وہ ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ اپنی طاقت و توانائی ان فروعی مسائل میں صرف کریں جو بحث و تحقیق کے مراحل سے گزر چکے ہیں، اور صدیوں سے ان پر عمل ہوتا چلا آرہا ہے یا کسی فقہی مسلک کی کسی ایسے مسئلہ کی وجہ سے مخالفت کریں جو کوئی بنیادی اہمیت نہیں رکھتا اس سے امت کی کوئی خدمت نہیں ہوتی، اس لیے ضرورت ہے کہ اپنی توانائی صرف تعمیری کاموں میں صرف کی جائے اور اپنی کوششوں کا محور اخلاقی بگاڑ، مشرکانہ عقائد، جاہلی رسم ورواج اور غیر اسلامی بود وباش کی اصلاح کو بنایا جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

توحید اور شریعت اسلامی پر عمل کرنے والوں اور محرّمات سے بچنے والوں کو صرف فقہی اختلاف کی بنیاد پر جو ہمیشہ قائم رہا ہے، ہدفِ تنقید بنانا ایسا ہی ہے جیسا راقم نے اپنے ایک عربی رسالہ میں لکھا ہے "بے مقصد جہاد اور بغیر دشمن کے جنگ کے مرادف ہے"۔

اکثریتی فرقہ کے ارادوں اور عزائم سے جو شخص بھی واقف ہے وہ بخوبی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اس ہندوستان کو جس پر مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکمرانی کی اور تہذیبی ثقافتی، انتظامی اور اقتصادی حیثیت سے اس کو بام عروج پر پہنچایا، ایک دوسرا اندلس (اسپین) بنانے کی پوری تیاری کی جا چکی ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں کی فکری، ثقافتی، اجتماعی، تہذیبی اور لسانی اور اس کے بعد دینی و اقتصادی نسل کُشی کی کوشش کا سلسلہ جاری ہے اور اس کی علامتیں نصاب تعلیم میں تبدیلی، ہندی کی جبری تعلیم، پرسنل لا میں مداخلت یکساں سول کوڈ کے نفاذ پر اصرار، اردو زبان کی بیخ کنی، انگریزی و ہندی اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین فرقہ وارانہ جماعتوں کے قائدین حتیٰ کہ بعض وزراء کے بیانات و اعلانات اور ان کی پیش کردہ تجاویز، اور ان کی تیار کی ہوئی اسکیموں کی شکل میں ظاہر ہونے لگی ہیں، تو ایسے نازک وقت میں آپس میں دست و گریبان ہونا ایک بڑی ناعاقبت اندیشی اور کوتاہ نظری ہے۔

ختم شد

www.abulhasanalinadwi.org

مدارس دینیہ کے طلبہ کے لئے چند اہم اور مفید کتابیں

از: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

تاریخ دعوت و عزیمت

ملت اسلامیہ کے نامور مصلحین اور ممتاز اصحاب دعوت و عزیمت کا مفصل تعارف، ان کے علمی کارناموں کی روداد اور ان کے اثرات و نتائج کا تذکرہ۔ یہ کتاب پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔

مجموعی قیمت ـــــ ۳۵۵ روپے

نبی رحمت

سیرت پاک کا جامع و مکمل مرقع جس میں جدید و قدیم مآخذ سے فائدہ اٹھایا گیا ہے، عربی، اردو، انگریزی تینوں زبانوں میں یہ کتاب دستیاب ہے۔

قیمت اردو ایڈیشن ۱۱۰ روپے

تبلیغ دعوت کا معجزانہ اسلوب

قیمت ۳۰ روپے

انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر

قیمت ۷۰ روپے

دینی عربی مدارس کا تعلیمی و تربیتی کردار

قیمت ۸ روپے

دستور حیات

کتاب و سنت کی روشنی میں ایک مسلمان کی زندگی کا مکمل دستور العمل، ہدایت نامہ اور نظام زندگی۔

قیمت ـــــ ۵۵ روپے

پا جا سراغ زندگی

طلبائے علوم نبوت کا منصب و مقام، ملت کی ان سے توقعات، عصر حاضر میں ان کی ذمہ داریاں۔

قیمت ـــــ ۵۰ روپے

ارکان اربعہ

اسلامی عبادات کتاب و سنت کی روشنی میں تقابلی مطالعہ کے ساتھ۔ قیمت ۷۰ روپے

منصب نبوت اور اسکے عالی مقام حاملین

قیمت ۴۰/-

سیرت سید احمد شہید

حضرت سید احمد شہید کی مفصل سوانح حیات، آپکے اصلاحی و تجدیدی کارنامے، برعظیم ہندوستان کی سب سے بڑی تحریک جہاد، تنظیم اور احیاء خلافت کی تاریخ حصہ اول، دوم۔ قیمت ۲۰۰ روپے

دریائے کابل سے دریائے یرموک تک

مغربی ایشیا کے کچھ مسلم اور عرب ممالک کے ایک معلوماتی و دعوتی دورہ کی مفصل روداد و ڈائری۔ قیمت ۴۰ روپے

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ